حقیقت کعبہ

سیفی مشن کا تیرھواں نمبر



تاریخ کعبہ و معرفت اہل بیت اللہ و رسول اللہ

خادم علماء عبد الشکور ... تحصیل علم شد
سابق حنفی حال از متعلقین ائمہ

در مطبع نظامی وکٹوریا اسٹریٹ لکھنؤ طبع پر طبع



بلاجواب محبتاً التماس ہے

کہ غیر مذاہب کی کتابیں دیکھنے کی طرح اہلبیت اللہ و رسول کی معرفت پیدا کرنیوالی
حقیقت نماز جیسی مدلل کتابوں کو سچائی سے دیکھنا مذہبی تحقیقات کرنا واجب
سمجھیے۔ خلاف آپ کے اعتقاد کوئی بات ہو تو للہ نفرت و عداوت نہ دکھائیے
جواب دلانے اعتراض کرنے کی کوشش نہ کیجیے۔ بنظر انصاف خود اپنی
معتبر کتابوں سے جملہ باتوں کی تحقیق کیجیے۔ عالموں سے امید تسلی نہ رکھیے
وہ اپنی پرانی بات کے مقابل غیر کی حق بات نہیں چلنے دیتے بدستور اختلاف
باقی رہتا ہے فیصلہ کبھی نہیں ہوتا سب اتفاق کرتے تو اسلام میں اسقدر مذہب
کیوں پیدا ہوتے اور آپس میں ایک دوسرے کو کافر کیوں بتاتے۔

بابتہ معرفت محمد و آل محمد یہ چند کلمے انصاف پسند بھائیوں کے سامنے پیش
کرکے اُمیدوار ہوں کہ عالی ہمتی سے کل کتاب کو پڑھیں۔ خلاف اعتقاد
بات دیکھ کر نہ چھوڑدیں۔ خدا کی آیات رسول کی اُن احادیث سے خوف کھائیں
کہ جو آل رسول کے مراتب و فضیلت اور استحقاق خلافت کی معرفت سے غافل رہنے
والوں اور آل رسول کو بغیر امیر حاکم اسلام مانے ہوئے دنیا میں بیکار
معطل کردینے والوں کی شان میں وارد ہوئی ہیں۔ والسلام

آپ کا خیر اندیش۔ فقیر عبدالشکور۔ از بھرتنہ (اٹاوہ)

حقیقت کعبہ

زمانہ کے ورق

حسن کے سبق

برگ درختان سبز در نظر ہوشیار
ہر ورقے دفتریست معرفت کردگار

تعلقات دنیاوی سے تھوڑی دیر چھوٹ کر اور اپنے باطل خیالات آبائی اعتقاد کی بیڑیوں سے قدرے آزاد ہو کر اپنے بنانیوالے کی سچے دل سے واقعی معرفت کوئی چاہے تو بقول سعدی اورتو اور درختوں کے پتوں پھولوں کی پنکھڑیوں سے جانوروں کے مناسب اعضا اور پروں سے دریا کی سطحوں اور رہتوں سے پہاڑوں کے درّوں اور دامنوں سے اس زمین کے ٹکڑوں اور ذرّوں سے زمانوں کے انقلاب اور واقعات سے عجائبات قدرت اور غرائب حکمت رب آشکار ہیں۔ خدا کی معرفت اور اوسکے اغراض وغایت منشا و مقاصد کا پتہ ہر اک سے چلتا ہے۔ یوں نہ دیکھنے نہ سونگھنے اور نہ چکھنے اور نہ سمجھنے کی بات تو اور ہے کہ آنکھوں کے سامنے ہر چیز موجود ہے اور کھلی ہے مگر نہ دیکھے۔ پھولوں کی خوشبوئیں اُڑ اُڑ کر جا بجا پھیل رہی ہیں مگر ہم ناک کو ہٹالیں پرندوں کی پیاری پیاری آوازیں آرہی ہیں برحق برحق تو ہی تو ہی کا سبق سُنا رہی ہیں مگر ہم کانوں کو بند کرلیں اور آبائی تقلید سے جو بات پڑ گئے ہیں اوسی پر بیٹھ گئے

کچھ اپنی حس و حرکت سے اپنے عقل و دماغ کی قوت و طاقت سے کام نہیں لینا
چاہتے تو اس کا علاج حکیم تو حکیم خود خدائے علیم و حکیم کے پاس بجز عذاب الیم
اور کچھ نہیں۔ اپنے اعتقادات کے زبردست شیطانی دباؤ نے لوگوں کو معرفت رحمانی
تعلیم سبحانی سے محروم رکھا اسی وجہ سے دنیا میں زیادہ تر نفس پرستی مخلوقات
پرستی کے سوا توحید پرستی بمشکل ہر زمانہ کے گنی چنی تعداد میں ملیگی۔ انبیا کی
مدتوں ہزاروں برسوں کی تبلیغی کارگذاری جانسوزی جانبازی میں چند گنی چنی
تعداد توحید پرستوں کی دکھائی دیتی باقی اللہ اللہ اور خیر صلاح۔ مگر ہاں باوجود
اذیات و تکالیف اُٹھانے پر اعلاء کلمہ حق سے باز نہ رہے۔ خدا کا نام لیتے
رہے اور خدا کا کام کرتے رہے تو ایسے ہی ہم کو بھی چاہیے کہ ہم اپنی بات کو
کیوں چھوڑیں اور زبان کو کیوں خاموش رکھیں کوئی تو بندۂ خدا ایسا ضرور
نکلے گا جو اوسے دیکھے اور سُنے گا اور کچھ تو اثر لیگا۔

چونکہ لوگ مخلوقات کی چیزوں اور زمانہ کے واقعات سے اثر نہیں
لیتے تب تو بدستور اپنی آبائی تقلید پر چلے جا رہے اور حق و ناحق میں تمیز نہیں کرتے
اب یہاں ضرورت موقع کی مثال میں کعبہ جیسی ارض مقدس کو لے لو
کہ وہ مسلمانوں کے اعتقاد میں ناف وسط زمین پر واقع ہے جسکی زمین سب سے
اول مخلوق ہوئی ہے جو کہ باعث عزت و برکت اور فضل و شرافت سے ہے
غرضنکہ جسقدر بھی باتیں کعبہ کے متعلق ہونگی وہ سب غیر مسلم لوگوں کے نزدیک
لامحالہ ہیچ نظر آئینگی اچھا غیروں کو چھوڑو اپنے خود مسلمانوں سے پوچھو کہ تم خود
اپنے قرآن کی اُن آیات سے اور رسول کی اُن احادیث سے اور کعبہ کے
انہیں واقعات سے اثر لیتے انکا جا بجا زبان اور قلم سے تذکرہ کرتے دوسروں

خود ساختہ خاص اعتقاد کی موافقت میں مفید سمجھتے ہو اور باقی ان
آیات کو ان احادیث کو اور انبیا اولیا و ارض مقدس کعبہ یا دیگر مقامات
کے عجیب و غریب ان واقعات کو نظر انداز کرتے یا کہ سرسری نگاہ سے دیکھتے
ہو کہ جو اپنے خود ساختہ اعتقادات کے خلاف پڑتے ہیں تو پھر فرمایئے ہمارا
دین ہمارا ایمان خدا اور رسول کے احکام و اغراض پر پورا تو ہرگز ثابت نہ ہو گا
ہاں ادھورا ہو کر بکثرت مسلمان غیر مسلموں کی طرح ناقص الایمان ثابت ہونگے
یہ بحث اس مقام پر طویل ہو کر ایک مستقل کتاب ہو جائیگی۔ یہاں اس
موقع پر اتنا جتا دینا مناسب سمجھتے ہیں کہ علیؑ کو چوتھا خلیفہ ماننے والے مسلمان
اگر علیؑ کے جملہ فضائل و مناقب کو علیؑ کے جملہ عجائب و غرائب باتونکو دیکھکر سُنکر
سچے دل سے اپنے دلوں میں جگہ دیتے تو بس علیؑ ہی ایمان و صداقت اور عشق
و محبت میں مصفا نظر آتے باقی خود ہی نظر انداز کر دیے جاتے۔
لیکن برخلاف اسکے حضرت علیؑ اور انکے معصوم اولاد کے فضائل و مناقب
جسقدر بھی جس اہل خیال نے جس غرض جس دباؤ سے اپنے تصانیف میں
جہاں لکھدیے بس وہیں تک محدود رہے عام طور پر مسلمانوں کی زبانیں
مسلمانوں کے قلم انکے ذکر و فکر کرنے سے ہمیشہ قاصر رہے مگر اپنے
خود ساختہ اعتقادی پیشواؤں کے خود ساختہ فضائل و مناقب و کرامات
کیا کچھ متوالوں کو دن رات وجد و سرور میں بیچین کیا کرتے ہیں۔

اس مقام پر بیت اللہ شریف کے جملہ واقعات میں سے دنیا سے نرالے
طریقہ پر انبیا و اولیاے اولوالعزم کے مراتب سے گذر کر علیؑ کی ولادت
کا عجیب و غریب واقعہ ایسا تھا کہ عیسائیوں کی طرح تمام مسلمانوں کو
وجد و سرور میں لا کر سب کو سراپا نصیری بنا دیتا اور علی علی کا کلمہ سکو پڑھوا دیتا

اگرچہ خدا و رسولؐ نے تو ایسی ہی بنائیں ڈالی تھیں جنکو عام مسلمانوں نے نہ تسلیم کیا یوں عوام و خواص اب بھی اپنے طرز ادا سے گلی گلی یا کہ اکھاڑہ دل میں بمہ بر نعرۂ حیدری علیؑ علیؑ کا غل مچایا کرتے ہیں وہ بات اور ہے انکے خود ساختہ اعتقادات کے غلبہ سے ذرا بھی ایسی باتوں سے اثر نہیں ہوتا چنانچہ علیؑ کی کعبہ میں ولادت کا تذکرہ اسلیے زبان زد عوام نہیں کہ لوگ عام طور پر اپنی اُردو کتابوں میں بجز معتقدین خاص جگہ نہیں دیتے اور اگر کسی صاف باطن شخص نے مقامی و قتی خصوصیت سے یا ذاتی غرض سے جگہ دی بھی ہے تو لکھنے والے اور پڑھنے والے کے سامنے وہ بات سرسری ہو کر رہجاتی اور کچھ دل پر اثر ڈالکر کسی آیندہ نیتجہ کی دلانیوالی ثابت نہیں ہوتی ایسی ہی علیؑ کے بہت سے فضائل کا حال ہے اور یہی حسنؑ و حسینؑ اور دیگر آئمہ کے مناقب اور واقعات بجز خاص معتقدین عوام پر بے اثر نظر آتے ہیں ورنہ تو بعد خدا و رسولؐ دنیا انکا کلمہ پڑھتی اور ان ہی پر ایمان لاتی۔ والسلام

خادم علما حکما عبدالشکور راصف،

مورخہ ۱۳ رجب ۱۳۵۱ھ نہٹور



تاریخ کعبہ

مطلب از نشائے کعبہ بہر میلاد تو بود
ورنہ شخصے لامکاں راخانہ کے باشد روا

(۱) وجہ تسمیہ بیت اللہ اور کعبہ بیت اللہ بیت ایل خدا کا گھر۔ کعبۃ اللہ۔ کعبہ کعب سے مشتق ہے معنے وسط بزرگ یعنے وہ ناف زمین میں بیچوں بیچ دنیا کے واقع ہے تاکہ چاروں طرف کے لوگوں کا برابر مسجود ہو سکے۔

بیت العتیق ۔ دنیا کے تمام عبادت خانوں سے قدیم گھر ہے۔

مکہ۔ بکہ ۔ ام القریٰ بھی اوسکے نام ہیں مگر یہ تمام حرم اور تمام شہر پر صادق آتے ہیں۔

(۲) کعبہ کی قدامت یہ دنیا کی تمام عمارتوں سے پہلے عبادت کے لیے بنایا ہے۔

روایت ہے کہ جس مقام پر خانہ کعبہ ہے اسی مقام پر حضرت آدم علیہ السلام کا خیمہ تھا جیمیں وہ عبادت کیا کرتے تھے پھر حضرت شیث نے اس جگہ پتھر اور گارے سے اک مربع شکل کی چار دیواری بنائی۔

یہ بھی روایت ہے کہ کعبہ ناف زمین پر ٹھیک بیت المعمور کے مقابلہ میں (جو کہ آسمان پر فرشتوں کا قبلہ ہے واقع ہے) مگر طوفان نوح نے اوسکو منہدم کر دیا۔ بعد زمین خشک ہونیکے اک سُرخ رنگ کا ٹیلہ سا رہ گیا جسکو اوس زمانہ کے لوگ مقدس سمجھتے تھے اور عبادت کیا کرتے تھے اور دور دراز کے لوگ یہاں آنکر دعائیں مانگتے تھے۔

(۲) جبکہ قوم عاد کی سرکشی حد سے گذر گئی اور انھوں نے حضرت ہود علیہ السلام کی نصیحتوں پر عمل نہ کیا تو خدا نے ان پر عذاب قحط بھیجا۔ تین سال تک وہ لوگ پانی کی سخت تکلیف اُٹھاتے رہے۔ مجبوراً ان لوگوں نے یہ تجویز کی کہ اپنے چند مذہبی بزرگوں کو اس ٹیلہ پر دعا مانگنے بھیجا۔ قصہ بہت طولانی ہے۔ دعا مانگیں۔ فوراً تین مختلف رنگوں کے بادل نمودار ہوئے اور آواز آئی کہ کس رنگ کا بادل چاہتے ہو۔ سیاہ بادل پسند کیا۔ سیاہ بادلوں میں آندھی کا سخت طوفان تھا۔ اسقدر بارش ہوئی کہ انکے سارے مکان گر گئے باغات تباہ ہو گئے۔ لوگ فنا ہوئے۔ حضرت ہودؑ مع چند رفیقوں کے بچ گئے۔

(تاریخ طبری جلد اول)

توریت میں ہے

کتاب پیدائش میں لکھا ہے:۔

”کہ حضرت ابراہیمؑ نے بیت ایل کے پورب کے اک پہاڑ کے پاس اپنا ڈیرہ کھڑا کیا وہاں اس نے خدا کے لیے ایک قربانگاہ بنائی اور خداوند کا نام لیا۔

کعبہ کی اولیت قرآن سے صداقت

قرآن میں خدا خود ہی ارشاد فرماتا ہے۔ اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَکَّۃَ مُبٰرَکًا وَّھُدًی لِّلْعٰلَمِیْنَ ۝ فِیْہِ اٰیٰتٌۢ بَیِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرٰھِیْمَ ۝ وَمَنْ دَخَلَہٗ کَانَ اٰمِنًا (پارہ چہارم آیت ۹۷)

کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت اسمٰعیل اور حضرت ہاجرہ کو ریگستان میں چھوڑ کر چلے تو آپ نے یہ دعا فرمائی رَبَّنَآ اِنِّیْٓ اَسْکَنْتُ

وَاِذْ بَوَّاْنَا لِاِبْرَاهِیْمَ مَکَانَ الْبَیْتِ الخ

دوسری آیت

جب ہم نے جگہ بتائی ابراہیم کو

ولادت اسمٰعیلؑ

حضرت ابراہیمؑ کی دو بیویاں تھیں جنکا نام ہاجرہ اور سارہ تھا۔ سارہ پہلی بیوی تھیں جنکے اولاد نہوئی اسّی برس کا سن گذر گیا۔ اولاد ہونیکی دعا کیا کرتی تھیں سارہ نے اپنے شوہر کو نکاح ثانی کا مشورہ دیا۔ ہاجرہ سے نکاح ہوگیا۔ اور وہ حاملہ ہوگئیں ہاجرہ کو حاملہ دیکھکر سارہ جلنے لگیں اور انھیں تکلیفیں دینے لگیں۔

ایک روز ہاجرہ اک چشمہ کے کنارے اپنی بے بسی پر رو رہی تھیں کہ انکو اک فرشتہ نے آکر بشارت دی کہ خدا نے تیری نالہ وزاری سُن لی اسلئے تو اپنے بیٹے کا نام اسمٰعیلؑ (یعنے اللہ نے سُن لیا) رکھنا۔

فاران کے جنگل میں جبکہ وہ ہاجرہ کو وہاں چھوڑ آئے تھے دو سال کی عمر حضرت اسمٰعیلؑ کی تھی۔ اسلئے کہ حضرت ہاجرہ بعد ولادت فرزند اپنی سوکن سارہ سے بہت تنگ ہوگئیں تھیں دن کاٹنا مشکل ہوگیا کہ حضرت اسمٰعیلؑ کی پیدائش پر حضرت ابراہیمؑ کی عمر ۸۶ سال کی تھی۔ لیکن جبکہ وہ سو سال کے ہوئے تو انکی پہلی بیوی سارہ کے بھی لڑکا پیدا ہوا جسکا نام بڑی خوشی حاصل ہونیکی وجہ سے (اسحاق اضحاک ہنسانیوالا) رکھا۔

حضرت سارہ نے جبکہ بیٹے اسحاق کا دودھ چھڑایا تو اس خوشی میں انھوں نے اپنے کل قبیلہ کی دعوت کی اتفاقاً حضرت اسمٰعیلؑ اپنے بھائی اسحاق کی کسی بات پر ہنس پڑے تو سارہ کو سخت ناگوار ہوا غصہ میں آکر حضرت ابراہیمؑ کو مجبور کیا کہ تم ان ماں بیٹوں کو اپنے گھر سے نکال دو۔

چنانچہ انکو کچھ سامان آب وخوراک دیکر جنگل کی طرف اکیلا نکال دیا۔

یہ دونوں چلتے چلتے فاران کے اس جنگل میں پہونچے جہاں اب شہر مکہ آباد ہے۔ پانی ختم ہوا اسمٰعیل اک جھاڑی کے نیچے لیٹ رہے گرمی کا موسم۔ رتیلا چٹیل میدان تھا بیتاب ہوکر تلاش آب میں بیچاری ماں نکل پڑیں اور کوہ بوقبیس کی پہاڑیوں کوہ صفا اور مروہ پر اور ریگستانی میدان میں پھرنے لگیں۔ پانی کہیں نہ ملا۔

تاریخ چاہ زمزم

چشمہ زمزم کی ابتدا بیقراری میں کبھی پہاڑوں میدانوں کیطرف جاتی کبھی اسمٰعیل کو دیکھنے آتیں۔ خدا نے انکی بیقراری پر نظر کی تو اک چشمہ اسمٰعیل کے پیروں کے قریب پھوٹ نکلا جس سے وہ پانی پی رہے تھے جسے دیکھکر اونکی والدہ مارے خوشی کے بے اختیار ہوگئیں اور زبان سے زم زم نکل گیا۔ جسکے معنے ٹھہر جا۔ ٹھہر جا۔ یہ کہکر آپ نے ریت کی آڑ بنائی پانی کو روکدیا تاکہ ضائع نہو جائے۔ یہی وہ چشمہ ہے جو کنوئیں کی صورت میں چاہ زمزم کہلاتا ہے۔

حضرت رسول نے فرمایا "خدا رحم کرے حضرت ہاجرہ پر اگر وہ اس چشمہ کو نہ روکتیں تو اتنا بڑھتا کہ تمام عرب سیراب ہوتا جن پہاڑیوں پر حضرت ہاجرہ پانی کی تلاش میں دوڑی تھیں تو اسکی یادگاری میں حاجی لوگ برابر دوڑا کرتے ہیں پانی کے چشمہ کیوجہ سے آبادی ہونے لگی۔ قبیلہ بنی جرہم نے جو کہ یمن سے شام کو جایا کرتے تھے میٹھا پانی دیکھکر وہیں مستقل بود باش اختیار کی جسکا نام مکہ بکہ رکھا۔

لیکن جوں جوں چشمہ سوکھ جاتا لوگ اوسے گہرا کردیتے یہانتک وہ گہرا کنواں
ہوگیا زمانہ جاہلیت میں عرب لوگ بوجہ مقدس ہونیکے اوسکی قسم کھاتے تھے
حکومت مکہ اور خانہ کعبہ کی تولیت مدتوں بنی جرہم کے قبضہ میں رہی۔
پھر بنی خزاعہ نے انھیں جب نکالدیا تو بنی جرہم نے حجر اسود اور غلاف کعبہ
کو اس کنوئیں میں ڈالکر اسکا منھ بند کردیا۔

مدتیں گذر گئیں زمزم کا خیال اور نام تک لوگوں سے محو ہوگیا۔
پانی کی ضرورت میں اکثر کنوئیں کھودے اور استعمال میں لائے گئے
یہانتک کہ **عبدالمطلب** نے بحکم الٰہی خواب میں اس موقع کو
دیکھکر پھر زمزم کو کھدواکر پانی جاری کرایا۔

چنانچہ حضرت علیؑ سے روایت ہے کہ عبدالمطلب کہا کرتے تھے "کہ مجکو
خواب میں اک شخص نے کہا کہ طیبہ کو کھودو۔ میں نے طیبہ کو پوچھا کہ کیا چیز ہے
پھر دوسرے روز پھر اوسی شخص نے کہا کہ مضنونہ کو کھودو میں نے کہا مضنونہ
کیا چیز ہے وہ شخص بغیر جواب دیے پھر غائب ہوا۔ تیسری رات وہی خواب
میں آیا اور زمزم کو کہا کہ کھودو۔ میں نے زمزم کو دریافت کیا۔ کہا کہ جہاں
لوگ قربانیاں کرتے ہیں وہاں چیونٹوں کا بل ہے تم صبح کو کوا چونچ سے
زمین کریدتا دیکھوگے وہیں کھودنا۔ پانی میٹھا بہت نکلیگا۔ زیادہ مشقت
نہوگی عبدالمطلب نے باوجود قریش کی مزاحمت کے خود کدال سے کھودا
اور جلد پانی نکل آیا اور انھوں نے بلند آواز سے صدائے تکبیر بلند کی
یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ اوسوقت کنوئیں سے دو سونے کے ہرن اور
بہت سی تلواریں اور زرہیں بھی نکلیں۔ عبدالمطلب نے ہرنوں کا سونا تو

علامہ ابن خلدون لکھتے ہیں کہ یہ ہرن ایرانی زائروں نے کعبہ پر چڑھائے تھے

زمزم کی گہرائی | چاہ زمزم پانی کی کمی سے کئی دفعہ گہرا کیا گیا۔

زمانہ خلافت ہارون رشید۔ مہدی اور محمد بن الرشید میں گہرا کیا گیا اور ۶۶ گز گہرا ہو گیا عرض چار گز کا سنہ ۲۲۳ھ اور سنہ ۲۲۴ھ میں بھی بوجہ خشکی کھدائی کی ضرورت ہوئی۔

چاہ کی پختگی | سلطان مراد خاں نے جب ایک ہزار انتالیس میں خانہ کعبہ از سر نو تعمیر کرایا تو چاہ زمزم کو نیچے پانی سے اوپر تک سنگ مرمر سے پختہ کرایا۔ زمین سے گز بھر اونچی دو گز چوڑی منڈیر بنوادی اور گرد چاروں طرف سنگ مرمر کا فرش لگا کر اوپر اسکے دیواریں اُٹھا دیں اور چھت پاٹ کر ایک کمرہ بنا دیا جسمیں سبز جالیاں لگا دیں۔

موجودہ حالت | آجکل چاہ زمزم پر ایک پختہ دو منزلہ عمارت بنی ہے جسکی دیوار پر یہ آیت وسقاھم ربھم شرابا طھورًا لکھا ہے۔

چاہ زمزم پر سقے ہر وقت موجود رہتے ہیں اور پانی پلایا کرتے ہیں

حجر اسود | دیواریں تھوڑی سی بلند ہوئی تھیں کہ حضرت ابراہیمؑ نے ایک اچھا سا پتھر طلب کیا تاکہ باہر کیطرف بطور یادگار نصب کر دیا جائے۔

بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ کوہ بوقبیس نے زبان حال سے پکار کر کہا کہ یہ امانت ازل سے میرے سپرد ہے اسلیے وہاں سے اک صاف چوکور پتھر وہاں نصب کیا۔

چلا گیا تھا حضرت ابراہیمؑ نے اسے منگا کر کعبہ کے اک کونہ میں نصب کر دیا

ایک روایت یہ ہے کہ حضرت آدمؑ کے ساتھ بہشت سے آیا اور بہت سفید تھا لوگوں کے گناہوں کے وجہ سے کالا ہوتا گیا یہانتک کہ بقدر ایک نقطہ کے سفیدی رہگئی ہے۔ بعضے کہتے ہیں کہ یہ فرشتہ تھا اس سے خطا ہوئی اور یہ پتھر کرکے وہاں مقرر کیا گیا۔

توریت سے معلوم ہوتا ہے کہ اسکو حضرت ابراہیمؑ اپنی نماز کے آگے کھڑا کر دیتے تھے پھر تعمیر کے بعد اسکو ایک کونہ میں نصب کر دیا۔

جب بنی جرہم مکہ معظمہ سے نکالے گئے تو اُنھوں نے حجر اسود کو چاہ زمزم میں ڈالکر اوسکو پاٹ دیا پھر عبدالمطلب نے چاہ زمزم کو کھودوا کر حجر اسود کو نکلوا کر اسکی جگہ نصب کر دیا۔

حجر اسود کی بابت رسول اللہ کا فیصلہ

آنحضرت ابھی بالغ نہوے تھے کہ خانہ کعبہ آگ سے جلگیا اور جب قریش نے اوسے نئے سرے سے تعمیر کیا تو اوسکے نصب کرنے میں اختلاف عظیم ہوا ہر اک قبیلہ یہی چاہتا تھا کہ حجر اسود کے نصب کرنیکا فخر اسی کو حاصل ہو خانہ جنگی کی نوبت ہوگئی آخر ابوامیہ بن مغیر کے سمجھانے سے اس امر پر متفق ہوے کہ جو شخص سب سے پہلے اس راستہ سے آوے وہی فیصلہ کا حکم مقرر کیا جائے۔ سب سے پہلے جناب رسول ہی گذرے وہاں سب لوگ آپکو امین امین کہکر پکار اُٹھے اور آپکے فیصلہ پر راضی ہوئے۔ پس آپ نے ردائے مبارک بچھا کر اسمیں حجر اسود کو رکھکر سب سرداروں سے کہا کہ ملکر اُٹھاؤ۔ تب وہ لوگ لائے اور حضرت نے خود نصب کیا

حجر اسود کی سیاہی اور شکستگی | دو دفعہ آگ سے جلکر کالا ہو گیا۔

ایکدفعہ زمانہ جاہلیت میں ایک ضعیف عورت کے ہاتھ سے پردہ میں خوشبو جلاتے وقت آگ لگ گئی جسکی وجہ سے کعبہ اور حجر اسود دونو جل گئے۔

ایکدفعہ بزمانہ اسلام ابن زبیر کے عہد حکومت میں آگ لگی اور حجر اسود کے جلکر تین ٹکڑے ہو گئے۔ ابن زبیر نے اوسپر چاندی کا حلقہ چڑھا دیا۔

مقام ابراہیمؑ جب دیواریں بلند ہو گئیں اور ہاتھ وہاں تک نہ پہنچ سکتے تھے تو آپ ایک پتھر پر چڑھکر دیوار وںکو چنا کرتے تھے جس پتھر کو مقام ابراہیم ابتک کہتے ہیں۔ آجکل اس پر اک مختصر سا بنگلہ ہے جسپر خوشنما قبہ بنا ہے۔

دعا حضرت ابراہیمؑ اور اسمٰعیلؑ جسوقت تعمیر کعبہ میں مشغول تھے تو یہ دعا زبان پر جاری کرتے تھے۔ رَبِّ اجْعَلْ ھٰذَا الْبَلَدَ اٰمِنًا ہ الخ

کعبہ کی تعمیر اور انہدام کی مفصل کیفیت

بیت اللہ کے ابتدائی مقدس اور معصوم معمار اول حضرت آدم کے بیٹے حضرت شیث علیہ السلام نے خانہ کعبہ کی عمارت بنائی تھی مگر بعد طوفان نوحؑ باوجود نشان کی موجودگی کے اوسکی تعمیر کی ہمت کسی کو نہوئی۔ پھر جبکہ ابراہیمؑ کا زمانہ آیا انھوں نے خانگی جھگڑوں اور حکم خدا سے اپنے بیٹے اسمٰعیلؑ کو معہ والدہ کے جدا کر دیا تھا۔ لیکن محبت

بیٹے سے ملنے جانے لگے۔

حضرت اسمٰعیلؑ جوان ہو چکے تھے انھوں نے قبیلہ جرہم میں شادی بھی کرلی تھی۔ تیسرے چوتھے سال ملنے آتے تھے تیسری مرتبہ میں آپ نے حضرت اسمٰعیلؑ اور انکی قوم کیلئے ایک مسجد بنانے کا ارادہ کرلیا۔ جبل ابو قبیس کی وادی میں جہاں کسی وقت کعبہ کا نشان تھا وہاں خانہ کعبہ کی تعمیر شروع کی۔ حضرت اسمٰعیلؑ ۳۰ سال کی عمر میں گارہ اور پتھر لاکر دیتے تھے اور حضرت ابراہیمؑ چُنتے جاتے تھے۔

خانہ کعبہ سادہ چار دیواروں کا احاطہ تھا۔ جسکی ایک دیوار طول میں ۳۱ گز دوسری ۳۲ گز تھی عرض ایکطرف بیس گز اور دوسری طرف بائیس گز تھا۔ چھت ندارد۔ ایک دروازہ تھا بے چوکھٹ اور کواڑ کا انکے بعد غیر معصوم غیر مقدس عربوں کے ہاتھوں کعبہ کی مرمت یا از سر نو تعمیر ہوتی رہی جبکہ کعبہ آگ یا کہ پانی کے صدمہ سے خراب ہو جاتا تھا۔

تعمیر بنی جرہم

چونکہ کعبہ پہاڑ کی ایک گھاٹی میں واقع ہے اسلیے جب کبھی وہاں زور سے بارش ہوتی تو مکہ میں سیلاب عظیم آجاتا تھا جس سے کعبہ کی دیواریں شق ہو جاتیں یا بالکل گر جاتی تھیں۔ اسوجہ سے بنی جرہم نے پہلی مرتبہ اوسکی تعمیر کی۔

سیل القارعہ

سیلاب وہاں اوسوقت آیا جبکہ تولیت بنی خزاعہ کے ہاتھوں میں تھی اس مرتبہ کعبہ کی دیواروں کے گرد اک اور دیوار سیلاب سے حفاظت کی غرض سے بنوادی گئی جس سیلاب میں اک مشہور عورت قارعہ غرق ہو گئی تھی۔ اسی کے نام پر یہ سیلاب مشہور ہوا

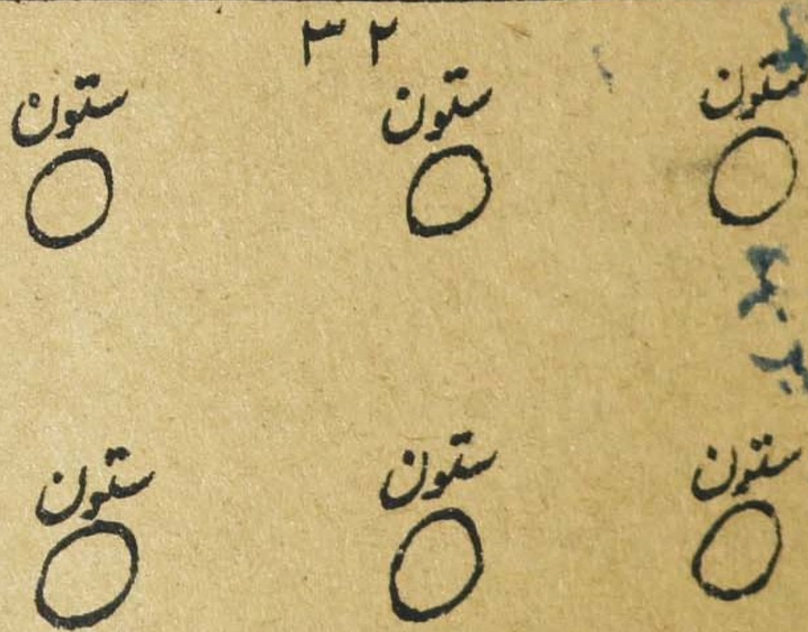
تعمیر قصی بن کلاب

کے زمانہ میں عمارت گر پڑی - اس نے دیواریں اُٹھوا کر خرمہ کی چھت بھی ڈلوادی اور اوپر سے سیاہ غلاف بھی ڈلوایا - جسے رسول نے بھی دیکھا - آپکا بچپنے کا زمانہ تھا - اصحاب فیل کا واقعہ اسی عمارت کیساتھ پیش آیا -

قصی بن کلاب چہ پشت پیشتر رسول اللہ سے تھا اور اسکی تعمیر کا زمانہ دو سو برس پہلے آپ سے گزرا ہے -

تعمیر قریش

پھر اک عورت کے بخور جلانے کی وجہ سے پردہ میں آگ لگی دیواریں پھٹ گئیں پہاڑی نالوں سے دیواریں گر پڑیں قریش بنانے پر آمادہ ہوے - اوسوقت حضرت کی عمر تیرہ چودہ سال کی تھی حضرت بھی اور لوگوں کے ساتھ مدد دینے میں شریک تھے - اس شکل پر بنایا گیا -



معاویہ کے بعد جب یزید تخت پر بیٹھا تو عبداللہ ابن

حصین بن نمیرہ کو فوج دیکر مکہ معظمہ پر حملہ کرنیکا حکم دیا۔ کئی لڑائیوں کے بعد عبداللہ بن زبیر شہر میں محصور ہو گئے عبداللہ ابن زبیر بیت اللہ کی حفاظت کرتے تھے۔ اور یزید کی فوج کوہ بوقبیس سے پتھر برسانی تھی پھر وہاں خیمہ میں آگ لگ گئی خانہ کعبہ تک پہونچ گئی جس سے دیواریں شق ہوگئیں یہ واقعہ تیسری ربیع الاول ۶۴ھ کو ہوا جسکے دس گیارہ دن بعد یزید بھی مر گیا۔ تب عبداللہ ابن زبیر نے حصین سے کہا کہ اب کیوں لڑتے ہو کعبہ بھی جل گیا۔ یزید بھی مر گیا۔ وہ باز آیا۔ شام کو واپس گیا۔ تب ابن زبیر نے بڑے لوگوں کے مشورہ سے حضرت ابراہیم کی بنیاد پر کعبہ کی بنیاد ڈالی۔

تعمیر حجاج بن یوسف

عبداللہ ابن زبیر کا دور حکومت جلد ختم ہو گیا کیونکہ عبدالملک بن مروان نے خلیفہ ہوتے ہی حجاج ابن یوسف کو ابن زبیر سے لڑنے بھیجا۔ جس لڑائی میں ابن زبیر شہید ہوئے حجاج بن یوسف نے عبدالملک کے حکم سے ابن زبیر کا بنا کردہ کعبہ کو گرایا اور قریش کی بنیاد پر دیواریں اُٹھائیں۔

دیگر سیلابوں کا مختصر بیان

ابن زبیر وغیرہ کی تعمیر کردہ عمارت گر پڑی۔ پھر سلطنت ترکی نے از سر نو تعمیر کا قصد کیا۔

(۱) سیل عمر بن عبدالعزیز ۹۷ھ میں بزمانہ حضرت عمر بن عبدالعزیز آیا

(۲) سیل ابوشاکر۔ یہ سیلاب ۱۲۰ھ میں۔

(۳) سیل مخل ۱۸۴ھ سخت سیلاب آیا۔

(۴) سیل حنظلہ سنہ [illegible]ھ میں آیا۔ بکثرت نقصان ہوا۔

(۵) سنہ ۲۰۸ھ میں سخت سیلاب آیا تمام حرم مٹی کنکر اور پتھروں سے گھر گیا۔

(۶) سنہ ۲۵۳ھ میں پانی حجر اسود تک چڑھ گیا۔

(۷) سنہ ۲۶۶ھ اور سنہ ۲۴۳ھ میں سیلاب آئے۔

(۸) سنہ ۶۸۳ھ میں ۱۴ ذیقعدہ کو سیلاب آیا پونے آٹھ ہاتھ حرم میں پانی چڑھ گیا مسجد کے کئی ستون گر گئے۔

سنہ ۷۳۸ھ میں سنہ ۸۰۲ھ میں ۱۰ جمادی الاول پنجشنبہ کو سخت نقصان پہونچایا اسکے آٹھ سال بعد ۲۲ ذیحجہ سنہ ۸۱۰ھ میں عصر کیوقت سخت سیلاب آیا۔ سنہ ۸۸۰ھ میں مکان کی چھتوں تک پانی چڑھ گیا۔ حرم کے اندر ایک سو اسی لاشیں ملیں۔

سنہ ۸۸۷ھ میں سیکڑوں مکان تباہ اور حرم خراب ہو گیا۔

سنہ ۸۸۷ھ اور سنہ ۱۰۳۹ھ میں سیلاب آئے۔

پھر سنہ ۱۰۲۰ھ میں بعض سرداران مکہ نے بشرف مکہ ادریس اور سادات کے صلاح سے سلطان ترکی احمد خاں بن سلطان محمد خاں رابع کے سامنے عرضداشت بھیجی اور عمدہ مرمت کی گئی اس مرمت کو ۱۹ سال ہوئے تھے کہ ۱۹ شعبان سنہ ۱۰۳۹ھ کو پھر بارش سخت ہوئی سیلاب نے جانوں کا اور مکانوں کا بہت نقصان کیا۔

بعد کوشش بسیار یکم جمادی الثانی سنہ ۱۰۴۰ھ کو رضوان آغا نے خدیو مصر کے ذریعہ تمام سامان معہ کاریگروں کے طلب کر کے بمشورہ علماو شرفا شہر کا کام شروع کر دیا۔ رجب شعبان تک [illegible]

دروازہ میں کواڑ لگائے۔ بعد ازاں سلطان المعظم کی طرف سے خلعت فاخرہ شریف والی مکہ سید محمد آفندی اور کل انجنیروں معماروں اور نجاروں کو پہنائے گئے۔ جنمیں اک ہندوستانی معمار محمود نام بھی تھا۔

اسکے بعد سنہ ۱۲۷۸ھ اور سنہ ۱۲۹۳ھ اور سنہ ۱۳۲۶ھ میں سیلاب آئے اور مکانوں کو تو نقصان ہوا مگر خانہ کعبہ اور حرم کی دیواروں کو کچھ نقصان نہیں ہوا۔

غلاف کعبہ کے مختصر حالات

فتح الباری جلد دوم میں ہے کہ سب سے پہلے حضرت اسمٰعیل ع نے خانہ کعبہ پر غلاف چڑھایا۔ اک زمانہ کے بعد اس رسم کی تجدید ابو کرب تبان اسعد حمیری شاہ یمن کیطرف سے ہوئی جس نے رسول مقبول کے سات سو سال پہلے اک قیمتی غلاف چڑھایا تھا۔

یہ ابو کرب پہلے بت پرست تھا۔ پھر یہودی ہوا۔ پھر کچھ وجوہ سے یہ مکہ میں رہا۔ ہر روز مساکین کو کھانا کھلاتا تھا۔ قربانیاں کرتا تھا۔ کچھ باتوں سے اس پر اچھا اثر ہوا دین موسوی اختیار کیا جسکی خوب اشاعت کی۔ اسکو خواب میں غلاف چڑھانے کی بشارت ہوئی پہلے خصف کے کپڑے کا غلاف چڑھایا پھر مغافر کا پھر ملا و وصائل کے کپڑے کا چڑھایا۔

کعبہ کی تولیت

بنی جرہم | حضرت اسمٰعیل کے انتقال بعد آپکے بیٹے نابت خانہ کعبہ کے

تولیت کو غضب کیا اور بنی اسمٰعیل سے بنی جرہم میں منتقل ہو گئی۔

بنی جرہم نے بہت سی زیادتیاں اور بے عنوانیاں اختیار کر ڈالیں جنھیں دیکھکر قبائل خزاعہ اور غبشاں سے نہ رہا گیا انھوں نے اعلان جنگ کر دیا اور بنی جرہم کو مار کر بھگا دیا۔ جنھوں نے حجر اسود اور پردہ کے غلاف کو چاہ زمزم میں ڈالکر بند کر دیا۔

بنی خزاعہ نے اپنے سردار عمر بن لحی کو جو عمر بن حرث کا نواسہ تھا کعبہ کا متولی اور حاکم مقرر کر دیا عمر بن لحی نے حاجیوں کی زبردست دعوت کی دس ہزار اونٹ ذبح کر ڈالے دس ہزار جوڑے تقسیم کیے اس شہرت کے زمانہ میں اس نے لوگوں کو شریعت ابراہمی سے ہٹا کر گمراہی پر ڈالا اور بت پرستی ہونے لگی۔

کعبہ میں ہبل

جب وہ شام کی طرف گیا وہاں قوم عمالقہ کے لوگ بت پرستی کرتے تھے بتوں کی تعریف سُنکر اس نے بھی کہا کہ ایک بت ہمکو بھی دو تب انھوں نے ہُبل کو دیا۔ عمر نے ہُبل کو خاص کعبہ کی دیوار میں نصب کرایا۔ رفتہ رفتہ بتوں کی زیادتی ہوتی گئی اور تین سو ساٹھ بت کعبہ میں نظر آنے لگے۔ حضور سرور کائنات نے فتح مکہ کے دن حضرت علیؑ کی مدد سے ان سب کو توڑ کر وہاں سے پاک صاف کیا۔

ابرہہ کا مختصر قصہ انہدام کعبہ کا ارادہ

خانہ کعبہ کے فروغ حاصل ہونے اور مرجع خلائق بننے پر اوسکو حسد پیدا ہوا اور اوسکے مٹانے پر اوس نے کوشش کی۔ اور ہاتھیوں کی بڑی تعداد کعبہ کو ڈھانے کیلئے لایا۔ ہاتھی اوسکے قریب ہو کر بیٹھ گئے ادھر نہ بڑھتے

غول اُٹھا جنکے پنجوں میں تین تین کنکریاں تھیں جنہوں نے سب لشکر کو تباہ کیا اس سال کا نام عام الفیل رکھا گیا۔ اسی زمانہ میں رسولؐ پیدا ہوئے۔

مسجد الحرام کی موجودہ شان و شوکت سلطان مراد بن سلیم کے جوش عقیدت کی یادگار ہیں۔ ۴۰ دروازے ہیں اسوقت طول دیوار غربی سے دیوار شرقی تک ۳۶۵ گز ۲۰ گرہ اور عرض دیوار شامی سے دیوار یمانی جنوبی تک ۲۶۶ گز ہے۔ مسجد الحرام کے اندر خانہ کعبہ ہے جس پر سیاہ غلاف ریشمی پڑا رہتا ہے البتہ رکن یمانی حجر اسود کھلے رہتے ہیں عمارت کعبہ میں اک دروازہ ہے جو چاندی سونے سے منڈھا ہوا ہے اسکی کرسی بلند ہے سیڑھی سے چڑھتے ہیں۔

میزاب رحمت کعبہ کی چھت پر جانب شمال ایک پرنالہ ہے جسکو میزاب رحمت کہتے ہیں۔

حطیم رکن عراقی رکن شامی کے محاذی بصورت قوس اک مقام ہے جو سنگ مرمر کی دو گز بلند دیوار سے محدود ہے خانہ کعبہ کی چھت کا پانی اسمیں گرتا ہے۔ جاہلیت میں اسکی قسم کھاتے تھے۔

مطاف یہ مقام سنگ مرمر کا ہے خوبصورت اور مضبوط ہے۔

چار مصلے مالکی شافعی حنفی حنبلی۔ مینار چار ہیں باب العلی باب العمرہ باب السلام باب الوداع باب الزیارۃ ۵۱ ۶۷ گز سلطانی مینار ۸۰ گز ساتواں مینار ۶۵ گز ۵۴-۶۷ گز ۶۹ گز۔

(انتخاب از کتاب میلاد کعبہ نشاط امرتسری)

نوٹ حضرت نشاط امرتسری نے بابت احوال کعبہ سب کچھ لکھا مگر اہلبیت اطہر مولود کعبہ علی کی ولادت کا یا کربت شکنی کا

خدا کے گھر ایک خانہ کعبہ میں چار مصلے

ارض مقدس کعبہ کی مختصر تاریخی کیفیت کے سلسلہ میں چار مصلوں کا ذکر اک غیر جانبدار کو سخت شبہ میں ڈالتا ہے کہ خدا ایک رسول ایک کلام اللہ ایک اوسکا گھر خانہ کعبہ ایک انبیاء و اولیا حضرت آدم سے رسول تک سب کے اسلام کا اصول و فروع تقریباً ایک ہی چلا آیا ہے یہ بعد وفات رسول کعبہ میں سنہ ھ سے امام مالک سنہ ھ امام بو حنیفہ سنہ ھ سے امام شافعی سنہ ھ سے امام مالک جیسے چار اماموں کے چار مخالف اعتقاد اور نماز کے طریقے کچھ ایسے ہی مخالف ہیں کہ آپس میں خود اور انکے مقلد ایک دوسرے کو برا کہنے تکفیر کرنے پر تیار ہو جاتے ہیں حالانکہ وہ سب اہلبیت رسول کی خلافت کے بجائے حضرت بوبکر و عمر و عثمان کو اور بعد علیؑ کے دیگر خلافتوں کو متفقاً مانتے لیکن اپنی ذاتی اجتہادی قوت اور مسائل شرعیہ میں رائے زنی کے وقت ہر اک امام اپنے قول کی پیروی پر خود کو اور اپنے مقلدین کو کاربند کرنیکی وجہ سے خود کو غالب اور دوسرے کو مغلوب کرنے برا کہنے پر آمادہ رکھتا ہے جس وجہ سے انکے اکثر شرعی مسائل کے سوا نماز میں ہاتھ باندھنے اور کھولنے میں قنوت پڑھنے نہ پڑھنے تراویح کو بدعت جانکر ترک کرنے یا کہ اوسکو نہایت شد و مد سے رونق دینے میں برابر اختلاف ہوتا چلا آیا ہے اسپر مزہ یہ ہے کہ تقلید بیجا پر چلنے والے انکے اس اختلاف کو بجائے مقبوح قابل اعتراض سمجھنے کے مستحسن باعث برکت اور رحمت سمجھتے آتے ہیں۔

نماز کا طریقہ رسول سے منسوب شدہ جو بھی ہوتا وہ اہل مدینہ کے

کی مدد سے بھی اگر ہوتا تو وہ بھی سب کا ایک ہی ہوتا تو کیا اچھا ہوتا رونق اسلام

اور دو بالا ہوتی عبادت خدا کے ایک خدائی مقرر شدہ طریقہ میں بجائے اتفاق

انکا مختلف ہونا خود انکی عبادت میں مداخلت کرنے اور انکے اعمال کے

ناقص کرنیکو ثابت کرتا ہے۔

کسی امر میں اختلاف کا باعث اکثر ذاتی نفسانیات ہوا کرتی ہیں بے نفسی

میں عاجزی اور خاکساری میں اتحاد و اتفاق ہی ممکن ہے اختلاف و نااتفاقی

ہرگز نہ ہوگی رہا اختلاف و نااتفاقی یا کہ طریقہ عبادت میں رائے زنی

زیادہ تر باعث مضرت ہوجاتی ہے۔

نوٹ ایک طریقہ نماز میں اختلافات دکھانے اور اسمیں بحث کرنے سے یہاں طوالت ہوگی

لہذا ترک کیا جاتا ہے اسکی بحث جدا رسالہ میں کی گئی ہے۔

کعبہ کی عظمت اور خصوصیت

کعبہ کی تاریخی حقیقت تو عیاں ہوئی اب اوسکی عظمت اور شان و شوکت

کو بھی سب سے نرالا ملاحظہ فرمائیے۔

پہلے تو سرزمین خانہ کعبہ کی اوّلیت و قدامت ہی کیا کم باعث فضل و شرافت

تھی کہ اوپر سے اوسکی یہ عظمت و جلالت بحکم پروردگار عالم مسلمانوں پر

واجب ہوئی کہ پہاڑ مکانات و مسافت عظیم جیسی حائل چیزیں خواہ کسی

فاصلہ پر اوسکے اور کعبہ کے درمیان میں ہوں تو بھی پیشاب اور پاخانہ

پھرتے وقت کعبہ کیجانب پشت اور منھ کرنا سختی سے حرام کردیا گیا ہے۔ حالانکہ

کلام اللہ اور دیگر اشیا اور مقامات مقدسہ متبرکہ کی عظمت و شرافت میں یا

تے لئے شرع میں اسقدر صریحی تاکید نہیں کی گئی۔ کہ اگر مثلاً قرآن شریف
صندوق میں الماری طاق یا کہ چھت پر رکھا ہو اور اوسکے سامنے یا دیگر
مساجد و مقامات مقدسہ کی جانب حائل چیزیں درمیان ہوتے ہوئے
بھی تم رفع حاجت اور استنجے کے وقت انکی طرف منھ یا کہ پشت نہ کرنا۔
یہ بات سرسری اور معمولی نہ سمجھی جاے۔ اس سے ہر مسلمان کو کافی اثر
لیکر کوئی بہتر نتیجہ حاصل کرنا چاہیئے۔

اب اسکی وجہ ناظرین اپنی ذاتی علمی تحقیقات سے خود ہی معلوم کریں کہ
ایسا حکم سخت کیوں اور کب مسلمانوں کو دیا گیا ہے علی کی قبل ولادت تو
ایسے احکام خاص کے اجرا کی ضرورت نہ تھی ہاں بعد ولادت یا بعد
نشو و نماے اسلام کعبہ کے مکیں و مولود کی عظمت و جلالت کو یا کہ دو امامت
و خلافت الٰہیہ کے آغاز و انجام کی وقعت و شوکت دکھانے کو اور جناب ابراہیمؑ
و اسمٰعیلؑ اور رسول مقبول کی مکمل خدمات میں کعبہ جیسے مقام کو سب پر
فوقیت دیکر ہر اک کے دلمیں ہر وقت اوسکی عظمت و شوکت بلند کرنے
کیلیے ایسے سخت حکم سے مسلمانوں کو اسواسطے تاکید کی گئی ہے کہ ہزاروں
میل کے فاصلے اور پہاڑ اور مکانات جیسے روکنے والی حائل چیزوں کے
ہوتے ہوئے بھی مسلمانوں کو اوسکی حرمت و عظمت ویسی ہی دلوں میں
بنائے رکھنا چاہیئے کہ جیسے اوسکی عظمت کو کعبہ کے سامنے موجود ہونے
پر وہ اپنے دلوں میں وہاں رکھ سکتے ہیں۔

اور اگر مثلاً مذکورہ حکم خاص طور سے نہ دیا جاتا تو خاص اوقات
عبادت میں عظمت و حرمت کعبہ ہونے کے سوا غیر اوقات میں کعبہ کی کچھ

ولادت علیؑ کو عام شہرت نہ دینے کا سبب

علمائے و مؤرخین اہلسنت نے اپنی تصانیف میں بیت اللہ شریف کے
متعلق واقعات کم و بیش سبھی کچھ لکھے مگر بجز چند لوگوں کے ہر ایک نے ولادت
علیؑ جیسے اہم اور افضل ترین واجب الذکر معجزہ کو خاص طور سے
درج کرنا شاید اسلئے اچھا نہ سمجھا ہو کہ انکے نزدیک کعبہ میں علی کی ولادت
باعث فضل و شرف ہی نہ تھی یا اسلئے کہ اگر فضل و شرف کے خیال سے
ولادت علی کا ذکر کرکے اوسمیں بجائے در کے دیوار کعبہ خاص طور سے
شق ہونے مادر علیؑ کے باآواز غیبی اسکے اندر خلاف طبیعت چلی جانے
دیوار کعبہ کے بدستور سابق ملجانے حوران بہشتی آب و طعام بہشتی کیساتھ
حضرت حوا و آسیہ و سارہ اور حضرت مریمؑ جیسی معصومہ بی بیوں کے
خاص قدرتی اہتمام سے ولادت علیؑ کی یکتا شان دکھانے کو رسول کی
آغوش میں آکر آنکھیں کھولنے لعاب رسول سے سیراب ہو کر صحف انبیا
کے پڑھنے اور قبل نزول کلام اللہ سورہ مومنوں کی تلاوت کرنے سے
طفلی میں علوم لدنی سے باریاب ہونے کو اپنے قلم و زبان سے علانیہ چرچا
دیا جاتا ہے تو ایسے بے نظیر و بے مثال علیؑ کے معجزنما واقعات ہی بذات خود
علاوہ رسول کل انبیا پر فوقیت و فضیلت ثابت کرتے ہوئے نیز بعد رسول انکی بلافصل
ولیعہدی و نیابت کو دنیا پر قائم کرتے ہوئے شیخین کی افضلیت و مراتب
خلافت میں منقصت ثابت کرتے تھے لہذا ذکر ولادت علیؑ کے قطعی اڑا دینے
کو اکثر نے اپنا فرض ایمانی سمجھا ہے جب تو سب کتابوں میں درج نہو سکا ہے

بلکہ واقعہ کو سرسری کر دیا جاتا ہے ورنہ یہ واقعہ ایسا ہے کہ ہر دوست اور مسلمانوں کے

قابل فخر تھا کہ سب مسلمان ملکر علیؑ کی تاریخ ولادت پر عام طور سے عید سے زیادہ جشن کرتے جا بجا خوشیاں مناتے پھرتے غیر اقوام کو خاص طور سے دعوت دیکر بفخر یہ اس واقعہ کو سنایا کرتے ۔ اندر اور باہر برابر گایا کرتے لیکن معاملہ برعکس نظر آتا ہے بجز خاص معتقدین ہر اک مسلمان خوشی میں دل سے شریک ہوتا نظر نہیں آتا۔

تاہم چند معتبرین علمائے اہلسنّت سے ولادت علیؑ کا ثبوت دیا جاتا اور کتب شیعہ سے تبرکاً بعبارت نثر و نظم قدرے توضیح کی جاتی ہے۔

ولادت علیؑ از کتب اہلسنّت

(۱) کتاب ازالۃ الخفا کے صفحہ ۲۲۵ میں جناب شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی تحریر فرماتے ہیں:-

فقد تواترت الاخبار ان فاطمہ بنت اسد ولدت امیر المومنین علیاً فی جوف الکعبہ۔

یعنے بالیقین خبریں (ولادت علیؑ کی) متواتر ہیں۔ کہ فاطمہؑ بنت اسد نے علیؑ کو کعبہ کے جوف میں جنا ہے۔

(۲) ابن صباغ مالکی نے کتاب فصول المہمہ کے صفحہ پانچ میں یہ لکھا ہے

ولد علی بمکۃ المشرفہ داخل البیت الحرام فی یوم الجمعہ الثالث عشر من شہر رجب فی سنۃ ثلاثین من عام الفیل ولم یولد فی بیت الحرام

یعنے حضرت علی مکہ مشرفہ میں خانہ کعبہ کے اندر پیدا ہوئے بروز جمعہ ۱۳ رجب سنہ ۳۰ عام الفیل کو آپ کے سوا کوئی خانہ کعبہ میں پیدا نہیں ہوا

بھا اجلالا لہ واعلاءً لرتبتہٖ واظھارًا لتکرمہٖ۔	جلالت اور قدر و منزلت علو مرتبہ دینا پر ظاہر کرنے کے لیے خاص کی ہے۔

(۳) اور کتاب کفایہ المطالب چھاپہ مصر صہ ۶۹ میں محمد بن یوسف کنجی شافعی نے اور کتاب مناقب میں ابن شہر آشوب نے صہ ۱۳۲ مطبوعہ مصر میں بھی اسیطرح لکھا ہے اور علامہ ابن البر نے اپنی استیعاب میں قدرے مفصل لکھا ہے۔

مشہور عیسائی عبد المسیح انطاکی کے قلم سے

اوّل تعارف کیجیئے عبد المسیح انطاکی اُن مشہور عیسائی ارباب قلم میں سے ہے جنکا نام عربی صحافت کے قدر شناسوں میں تعارف کا محتاج نہیں۔ یہ شخص ملک شام کے قدیم شہر حلب کا باشندہ تھا ابتدائی نشو و نما اپنے شہر میں پائی اور ملت عربیہ کی خدمت اُسی زمانہ سے اپنا فریضہ رکھا۔ ۱۸۹۷ء میں حلب سے ایک عربی رسالہ "شذور" ماہوار نکالنا شروع کیا جو دو برس جاری رہ کر حکومت کی نظر توجہ کا مستحق ہوا اور بند کر دیا گیا۔ قومی خدمت کے شوق نے وطن میں رہنے نہ دیا اور آخر مصر کے ایسے علمی و ادبی مرکز کی طرف منتقل ہونا پڑا اور وہاں سے ایک عربی اخبار "شہبار" جاری کیا جس کا نام کچھ زمانہ کے بعد "العمران" ہو گیا۔ جریدۂ العمران کسی زمانہ میں مصر کے مشہور ترین اخبارات سے تھا۔ عیسائی ہونے کے باوجود ابتدائے عمر سے اس شخص کو اسلامی تاریخ کے مطالعہ کا ذوق تھا اور ۱۹۰۷ء میں تمام ممالک اسلامیہ کا دورہ کر کے کافی معلومات بہم پہونچائے اور اپنی تمام عمر ملک عرب کی خدمت اور قومی روایات کے ہر دلعزیز بنانے میں صرف کی اور زیادہ زمانہ نہیں گزرا ہے کہ داعی اجل

"قصیدہ علویہ" عبد المسیح الانطاکی کے ان زریں کارناموں میں سے ہے

جن پر دنیائے تصنیف ایک مدت تک فخر کرنے کا حق رکھتی ہے، امیر المومنینؑ
کی مفصل و مبسوط سیرت، حقائق اسلام پر تبصرہ، خلافت و حکومت پر غیر جانبدارانہ
خیالات کا اظہار، البعثت رسول کے قبل عرب کے اخلاق و عادات رسالتمآبؐ
کی سچی تعلیم کے تاثیرات، اسلامی تاریخ کے اہم نکات پر منصفانہ بحث ان تمام
مطالب کو ۶۰۰ صفحہ کی کتاب میں اس عنوان کے ساتھ جمع کیا گیا ہے جسکی
نظیر اس کے قبل ملنا دشوار ہے۔ یقیناً امیر المومنینؑ کی سیرت میں کسی مسلمان نے
ابھی تک اس گرانقدر فرض کو انجام نہیں دیا تھا جس طرح ایک عیسائی
نے اس فرض کو ادا کیا ہے۔ اُس پر طرہ یہ ہے کہ ادبی حیثیت سے اس کو علمی
سائنس کا ایک حیرت انگیز کرشمہ سمجھنا چاہیئے۔ اتنی مبسوط کتاب جس میں تمام
واقعات و حقائق پر روشنی ڈالی گئی ہے ایک قصیدہ کے ضمن میں اس طرح
نظم کیا کہ شروع سے آخر تک ایک ہی ردیف و قافیہ باقی رہے یقیناً
ادبی دنیا میں پہلا نمونہ ہے۔

یہ قصیدہ پانچ ہزار پانچ سو پچانوے (۵۵۹۵) اشعار پر مشتمل ہے جنمیں
تکلف و تصنع کا لگاؤ نہیں اور خالص عربی زبان کا لطف بھی موجود ہے
سنہ ۱۹۱۷ء سے سنہ ۱۹۱۹ء تک دو برس کے عرصہ میں اس کی تصنیف ہوئی ہے
اور سنہ ۱۹۲۰ء میں مطبع رعمسیس (فجالہ) مصر میں طبع ہو کر شایع ہوا ہے۔

تیرہ رجب کی صبح کا دلکش منظر اور خانہ کعبہ میں امیر المومنینؑ کی ولادت
ایسا واقعہ نہیں جو تاریخ کے صفحات پر نمایاں نہ ہو یا کسی تعصب آمیز جد و جہد

شاہد ہیں اور اسلامی کتابیں امانت داری کے ساتھ اُس کو ہمیشہ ارباب اطلاع تک پہونچاتی رہنے کی ضامن ہیں۔ قصیدۂ علویہ کا عیسائی مصنف کس دلچسپ پیرایہ میں اس ایمان پرور واقعہ کا تذکرہ کرتا ہے۔

فی رحبۃ الکعبۃ الزھراقد انبثقت	انوار طفل وضاءت فی مغانیھا

کعبۂ معظمہ کی فضا میں ایک نومولود بچہ کے چہرہ کی چھوٹ پھیل گئی ہے اور اُس کے در و دیوار کو روشن بنا دیا ہے۔

قالوا ابن من فاجیبوا انّہ ولد	من نسل ھاشم من اسمی ذراریھا

لوگ پوچھتے ہیں کہ یہ کس کا فرزند ہے؟ بتلا دو کہ یہ بنی ہاشم کے خاندان کی بلند ترین نسل کا مبارک فرزند ہے۔

ھنوا باطالب الجوّاد والدہ	والامّ فاطمۃ ھیوا تھنیتھا

سخی "ابوطالب" کو اس فرزند کی تہنیت پیش کرو اور چلو چلکر اُس کی ماں فاطمہ بنت اسد کو بھی مبارکباد دیں۔

ان الرضیع الذی شام الضیاء بیت اللہ عزتہ لاعزیحکیھا

وہ شیرخوار بچہ جس نے پہلی ہی بار بیت اللہ کو اپنے نور سے جگمگا دیا اُسکی عزّ و رفعت کا کوئی عزت مقابلہ نہیں کرسکتی۔

اما الولید فلاقی الارض مبتسما	فمار غارھیا ماکان خاشیھا

بچہ زمین پر مسکراتا ہوا پیدا ہوا اور کسی خوف و خطر نہ ہونے کے سبب ایک مرتبہ بھی رونے کی آواز بلند نہ ہوئی۔ (یہ دنیا سے نرالا بچہ ہرجور رویا نہیں)

الی النساء التی حولیہ قد نظرت	عیناہ نظرۃ مستجل خوافیھا

وہ عورتیں جو اردگرد جمع تھیں ان پر ایک متجسسانہ نظر ڈالی جیسے کوئی باطنی

وھن انجبن بالمولود شمن بد   شبلا ہیبتہ سبحان بانیھا

ادھر وہ سب کی سب اس نومولود کی جسمانی بناوٹ میں محو ہوگئی تھیں
جس میں اُنگو شیر کی شکل نظر آرہی تھی، پاک ہے وہ ذات جس نے اس
جسم کی صورت گری کی ہے۔

وقلن فاطم قد جاءت بحیدرۃ   یذب عن قومہ العلوی ویحمیھا

سب ایک مرتبہ بول اُٹھیں کہ فاطمہ بنت اسد کے یہاں تو (حیدر) شیر پیدا
ہوا ہے، یہ یقیناً اپنی قوم سے تمام ظلم و ستم کو دور کر کے اُنکی حمایت و تائید
کرنیوالا ہے۔

فراق فاطمۃ والطفل بین یدیھا   قول سمعتھا من جواریھا

واستبشرت ثم قالت والدی اسد   فباسمہ صرت اسمیہ نجا فیھا

فاطمہ بنت اسد کو اُنکی بات پسند آئی اور خوش ہو کر کہنے لگیں کہ میرے باپ
کا نام بھی تو اسد تھا پھر میں بھی اس بچہ کا نام اسد ہی رکھونگی۔

ثم ابوطالب وافی حلیلتہ   وطفلھا وانثنی صفوا یحا لیھا

تھوڑی دیر میں ابوطالب آگئے اور اپنی زوجہ اور فرزند کے قریب آکر اُنسے
شیریں گفتاری کے ساتھ باتیں کرنے لگے۔

وھم بالطفل یستجلی ملامحہ الزھوا فالفی المعالی کونت فیھا

اور بچہ کی طرف مڑ کر غور سے اُس کے محاسن فطرت کے روشن پہلوؤں
پر نگاہ ڈالنے لگے تو دیکھا کہ اُس میں بلندی و رفعت کے آثار مبدأ تکوین
سے قرار دیے گئے ہیں۔

تم کو اس کی بشارت دیتی ہوں۔

اجابها بل علیٌّ اسمه لاراه ۔ بالغاذروة العلیا وراقیها

ابوطالب نے جواب دیا کہ نہیں نہیں بلکہ اس کا نام علی ہے کیونکہ میں
اسکو بلندی ورفعت کے اعلیٰ درجہ پر پہونچا ہوا دیکھ رہا ہوں۔

الله اکبر من تلك الفراسة بال ۔ مولود والوالد المفضال رائیها

سبحان اللہ! یہ فراست اور عاقبت اندیشی جسکو بزرگ مرتبہ باپ اپنے
نومولود فرزند سے مشاہدہ کررہا تھا۔

قد حققتها اللیالی بالولید فاسمی ۔ بین اهل العلی والمجد عالیها

کچھ ہی دن کے بعد زمانہ نے اس فراست اور ابوطالب کے خیال کو
سچ کردکھایا اور یہ بچہ تمام ارباب رفعت وشرف میں سب سے بلند
درجہ پر نظر آیا۔

یہ تھا ایک عیسائی کا کلام اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ امیرالمومنینؑ
کی خانہ کعبہ میں ولادت کا تذکرہ اس حد تک مشہور ہوچکا ہے کہ
غیر مذہب صاحب قلم بھی اُس کے اقرار پر مجبور ہیں۔

ایک موقع پر امیرالمومنین کے فضائل کا تذکرہ کرتے ہوئے قابل
مصنف لکھتا ہے۔

فضائل المرتضی کالشهب نیرة ۔ وکل ذی بصر فی الناس رائیها

علیؑ مرتضیٰ کے فضائل ستارہ ہائے فلک کی طرح روشن ہیں اور

ولیس ینکرها الا المکابر ال   حسود والشانی الباغی توا رتیھا

اور کوئی شخص انکا انکار نہیں کر سکتا۔ مگر ہٹ دھرم شخص یا وہ دشمن جو

اُن پر پردہ ڈالنے کا درپے ہو۔

وھبھم انکروا شمس الضحی افیعمی الناس تا اللہ عن ز اہی تلالیھا

اور مان بھی لو کہ اُنھوں نے آفتاب نیمروز کا انکار کر دیا تو کیا تمام دنیا اُسکی

جگمگاتی ہوئی کرنوں سے اندھی ہو جائیگی۔

وھل اکفھم بالشمس ظافرۃ   وقد افاضت سناھا کی تخفیھا

اور کیا اُنکے ہاتھ آفتاب تک پہونچ سکتے ہیں کہ وہ اُسکی پھیلی ہوئی شعاعوں

کو اپنی ہتھیلیوں سے چھپا سکیں۔ (از مولود کعبہ)

مفصل ذکر ولادت علیؑ از کتب شیعہ معہ نظم

علیؑ کا وصف ہے قرآں کے اندر   علیؑ پیدا ہوئے کعبہ کے اندر

علیؑ کا مرتبہ اللہ اکبر   خدا نے تیغ دی احمدؐ نے دختر

حدیث میں وارد ہے کہ جب خالق متعال رب ذوالجلال نے حضرت ابوالبشر

کو پیدا کیا تو نور کرامت ظہور سرور انبیا کو صلب جناب آدم میں جگہ دی اور

از آدم تا اولاد ہاشم اُس نور فیض نشور کو پشت در پشت منتقل فرما کے

تا صلب حضرت عبدالمطلب پہونچایا تو اُس نور کے دو حصے ہو گئے۔

ایک حصہ نور جناب محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا حضرت عبداللہ

پدر جناب رسول اللہ کیطرف آیا اور دوسرا حصہ نور حضرت علی علیہ السلام

ایک نور پاک سے ہیں نبی اور وہ ولی
شک ہیں کیا ہے قول نبیؐ سے ہوا جلی
مدحت علی کی خاص ثنا مصطفےٰ کی ہے

دم سے انھیں کے دین خدا کی ہوا چلی
فرمایا انت منی انا منک یا علیؑ
وصف رسول عین صفت مرتضیٰ کی ہے

جب خداوند تعالیٰ کو منظور ہوا کہ اپنے حبیب کا قوت بازو اور معین و مددگار
پیدا کرے تاکہ دین محمدی سے یہ جہان تیرہ و تار روشن و منور ہو جائے
اور کلمہ اللہ اکبر و لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ مشرق سے غرب تک
تمام جن و انس کی زبان پر جاری ہو جائے۔

ڈنکا ہو دین حق سے رسالت پناہ کا
غل ہر طرف ہو اشہد ان لا الہ کا

اُسوقت نور حضرت علی علیہ السلام کا پشت حضرت ابیطالب علیہ السلام
سے منتقل ہو کر بہترین رحم مطہر جناب فاطمہ بنت اسد میں داخل ہوا
اور آپ نور ولایت مآب سے حاملہ ہوئیں۔ پس جسدن سے وہ نور فیض نشور
اُس امام عالیمقام کا پشت پدر سے رحم مادر میں جاگزیں ہوا تا مدت حمل
ہمیشہ والدۂ انجناب صدائے حمد و ثنائے آلہی شکم مطہر سے سنتی تھیں۔
جناب فاطمہؑ بنت اسد سے مروی ہے کہ جبوقت زمانۂ حمل میں حضرت
محمد مصطفےٰ صلعم میرے گھر نزول اجلال فرماتے تھے تو بجبر دمشاہدۂ جمال
پیغمبر عدیم المثال میں سر دقد تعظیم کے لیے کھڑی ہو جاتی تھی ؎

جب آئے تھے محبوب خدا خانۂ عمؑ میں
تعظیم علیؑ کرتے تھے مادر کے شکم میں

چنانچہ حضرت ابی طالبؑ نے جو یہ واقعہ دیکھا تو حضرت فاطمہ بنت اسد سے
فرمایا کہ محمد بجائے فرزند کے ہیں تم پر اُنکی تعظیم فرض نہیں حضرت فاطمہؑ
نے جواب دیا کہ میں خود تعظیم نہیں کرتی بلکہ یہ پسر نیک سیر جو میرے شکم میں ہے

یہ ماجرا سنکر تعجب کیا اور بطور آزمائش ایکروز بہ صلاح واتفاق حضرت

امیر حمزہ علیہ السلام فاطمہ بنت اسد کے دونوں بازو خوب مضبوط پکڑ لئے

رسالت مآب صلعم کو بلایا جوقت وہ شہنشاہ کون ومکاں ہادی الانس وجاں

تشریف فرما ہوئے حضرت علی علیہ السلام شکم مادر میں تعظیم کیلئے اسقدر بیچین

ہوئے اور ایسا زور کیا کہ والدہ ماجدہ آپکی ابیساختہ تعظیم کے لیے کھڑی ہو گئیں

ہر چند حضرت ابیطالب و جناب حمزہ نے بہ زور تمام روکا لیکن کچھ بھی اثر

پذیر نہ ہوا یہ واقعہ دیکھکر لوگوں کو سخت تعجب ہوا۔

حضرت فاطمہ بنت اسد فرماتی ہیں کہ اکثر حضرت محمد مصطفےٰ صلعم میرے

پاس آکر ارشاد فرماتے تھے السلام علیک یا اخی ولی اللہ میری شکم

سے فوراً آواز آتی تھی علیکم السلام یارسول حبیب اللہ۔

کیفیت ولادت حضرت علی علیہ السلام کے ولادت کے بارے میں یہ لکھا ہے کہ جب

مدت حمل کو کامل نوماہ گذر گئے اور حضرت فاطمہ بنت اسد علیہ السلام کو

دردزہ عارض ہوا اسوقت کا مختصر حال اس نظم سے ملاحظہ کیجیے۔

صادق آل محمد سے یہ منقول ہوا
یعنی کہتے ہیں یہ عباس پیمبر کے چچا
روبرو کعبہ کے بیٹھے تھے بہت اہل تمیز
اسطرح بیٹھے تھے ہملوگ کہ دیکھا ناگاہ
انکے تھے بطن مبارک میں امیر ذیجاہ
فاطمہ درد کی تکلیف کو پاکر اسدم
تجھ پہ ایمان میں لائی ہوں الٰہی دل سے

اسکو علامۂ طوسی نے بھی ہے نقل کیا
ایکدن سامنے کعبہ کے بڑا مجمع تھا
کچھ تو تھے ہاشمی اور کچھ تھے بنی عبدعزیز
فاطمہ بنت اسد آئیں سوئے بیت اللہ
پورے ان روزوں میں تھے ہو چکے انکو نوماہ
یوں دعا کرنے لگیں ہاتھ اُٹھا کر اُسدم
اور ترے سارے رسولوں پہ ہے ایمان مجھے

جد امجد تھے میرے دوست ترے ابراہیمؑ | انکی تصدیق بدل کرتی ہوں اے رب کریم
میرے دادا نے بڑا رتبہ ہے پایا یارب | تو نے انکو ہے خلیل اپنا بنایا یارب
اور انھوں نے یہ ترا گھر ہے بنایا یارب | درد نے مجکو ہے اسوقت ستایا یارب
شدتِ درد نے کر رکھا ہے حیران یارب | مشکلیں ساری مری کردے اب آسان یارب
مشکل آسان میری کر صدقہ میرے دادا کا | رحم کر مجھ پہ تو اب اسکے طفیل اے آقا
صدقہ اس بچے کی حرمت کا جو مونس ہے میرا | پیٹ میں میرے جو کر مجھ سے یہ باتیں کرتا
ہے یقیں مجھکو یہ فرزند بھی لاثانی ہے | تیری قدرت کی نشانی یہ میرا جانی ہے

حضرت عباسؓ رضی اللہ عنہ رسول خدا صلی اللہ وعلیہ وآلہ وسلم کہتے ہیں کہ دیکھا ہم لوگوں نے یک بیک دیوار کعبہ شق ہوئی اور حضرت فاطمہؑ بنت اسد اُسی راہ سے داخل خانہ کعبہ ہوئیں اور پھر وہ دیوار بدستور ملگئی۔ فاطمہ بنت اسد ہم لوگوں کی آنکھوں سے غائب ہوگئیں۔ ہم لوگوں نے چاہا کہ در کعبہ کھولیں اور دیکھیں کہ کیا اسرار ہے۔ ہر چند زور کیا لیکن دروازہ خانہ کعبہ کا نہ کھل سکا ناچار ہم لوگ واپس آئے اور بہت متعجب ہوئے یہ غل مکہ کے تمام کوچہ و بازار میں ہوا۔ فاطمہ بنت اسد اندرون خانہ کعبہ تین دن تک خداوند تعالیٰ کی مہمان رہیں اور حوران جناں خدمت گزاری کیلئے حاضر تھیں

مولود سعد کی یہ ولادت ہوئی عجب | گھر میں خدا کے مادر حیدر رہوئیں طلب
ہر چند تھے مقرب حق اور بھی نبی | پیدا ہوا نہ کعبہ میں کوئی بجز علیؑ
عیسیٰ کی والدہ کو نہ مطلق رضا ملی | بنت اسد کو پر ہوا فرمان ایزدی
کب تھا یہ رتبہ اور پیمبر کے واسطے | دیوار کعبہ در ہوئی حیدر کے واسطے

کیا عالم شہود کو ہے انتظار آج | آتے ہیں جھوم جھوم کے ابر بہار آج
ہر سو چہک رہی ہے چمن میں ہزار آج | کچھ رحمت خدا کا نہیں ہے شمار آج

انکا مقام مادر عیسیٰ سے پوچھیے | ان کی صفت جناب مسیحا سے پوچھیے
رکن رکین کعبہ زیبا سے پوچھیے | کیا پوچھتے ہو خالق یکتا سے پوچھیے
مریم کو حکم دوری بیتِ خدا ہوا | اور انکی ماں کو خلق میں کعبہ عطا ہوا

قصیدہ

آج کعبہ میں وصیٔ مصطفےٰ پیدا ہوا | خوش ہے حق بھی خانہ زاد کبریا پیدا ہوا
فاطمہ بنت اسد کا دلربا پیدا ہوا | شکر خالق کا علیؑ مرتضیٰ پیدا ہوا
کہدو عیسیٰؑ سے کہ اُتریں چرخ چارم سے ذرا | نازش جبرئیلؑ فخر انبیا پیدا ہوا
خضرؑ کہتے ہیں بیاباں میں بانداز سُرور | للہ الحمد اب جہاں کا پیشوا پیدا ہوا
چل سوئے میخانۂ کعبہ ذرا تو جھومتا | ساقیٔ تسنیم و کوثر ساقیا پیدا ہوا
دے رہے ہیں بامِ کعبہ پر صدا روح الامیں | میرا اُستاد آج اے صلِ علیٰ پیدا ہوا
مطمئن کیونکر نہ قلب عاصیاں ہو دہر میں | حامیٔ دیں شافع روز جزا پیدا ہوا

چوتھے روز دیوار خانۂ کعبہ پھر اسی مقام سے شق ہوئی اور جناب فاطمہ بنت اسد اسد اللہ الغالب جناب علیؑ ابن ابیطالب کو آغوش محبت میں لیے ہوئے باہر تشریف لائیں۔ اُدھر جبرئیل امین پیک رب العالمین خدمت سرور کائنات فخر موجودات میں حاضر ہو کر اسطرح رسم مبارکباد بجالائے ؎

مبارک یا رسول کبریا تم کو مبارک ہو | وصی حیدر سا پیدا ہو گیا تم کو مبارک ہو
مدینہ تو اگر علم خدا کا ہے زمانے میں | علیؑ ہے باب شہر علم کا تم کو مبارک ہو
شرف ایسا ملا کسکو زچہ خانہ بنا کعبہ | ولادت اسکی اب نام خدا تم کو مبارک ہو
ولادت پر علیؑ کے اب زمیں سے تا فلک مولا | ہے شور نعرۂ صلِ علیٰ تم کو مبارک ہو

بعد ادائے رسم مبارکباد جبرئیلؑ نے عرض کی یا رسول اللہ خداوند عالم نے از ہدیہ

نام علی الاعلیٰ سے مشتق کرکے علیؑ رکھا ہے یہ مژدۂ جانفزا سنکر رسولؐ اللہ جانب بیت اللہ روانہ ہوئے قریب پہونچکر آپنے جناب امیر علیہ السلام کو اپنی گود میں لے لیا علیؑ نے مسکرا کر دہ آنکھیں کھولدیں جو ابھی تک اشتیاق جمال رسولؐ میں بند تھیں اور لب اعجاز نما کو جنبش ہوتے ہی یہ آواز پیدا ہوئی السلام علیک کا یا رسول ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اسکے بعد سورۂ مومنون کی تلاوت شروع کی جب آیہ قد افلح المومنون الذین ھم فی صلواتھم خاشعون تک پہونچے تو رسالتمآب نے فرمایا بتحقیق کہ مومنین نے رستگاری پائی اور جب اولئک ھم الوارثون الفردوس ھم فیھا خالدون پر پہونچے تو رسولخداؐ نے فرمایا بخدا تو امیر و پیشوا انکا ہے اور تیری ہی ذات سے سب ہدایت پائینگے بعدازاں آپ زینت افزائے بیت الشرف ہوئے اور جناب فاطمہ بنت اسد سے فرمایا کہ جاؤ علی کے عم بزرگوار حمزہ کو اس ولادت کی خوشخبری دو فاطمہ نے عرض کی اگر میں چلی جاؤنگی تو اسے دودھ کون پلائیگا آپ نے جواب دیا کہ اسکا اندیشہ نہ کرو میں اسے سیراب کردونگا۔ غرض فاطمہ خانۂ حمزہؑ کی طرف روانہ ہوئیں اور رسول نے اپنی معجز نما زبان دہن اقدس جناب امیرؑ میں دی اسوقت آپکی زبان مبارک سے بارہ چشمے شیر کے جاری ہوئے اور جناب امیرؑ نے خوب سیر ہو کر پیا جب فاطمہ بنت اسد خانۂ جناب حمزہؑ سے واپس تشریف لائیں تو دیکھا کہ علیؑ کے روئے منور سے ایک ایسا نور جانب آسمان ساطع ہو رہا ہے جس سے آنکھیں خیرگی کرتی ہیں۔

توصیف مرتضیٰؑ میں یہ مضمون ہی رقم — دریا ہوں روشنائی اور اشجار ہوں قلم

لکھنے کو جن و انس و ملایک ہوں سب بہم — اور عمر نوحؑ دیوے خداوند ذوالکرم

امیر المومنینؑ کی ولادت

(نوشتہ جناب سید نواب علی صاحب سفیر سندیلوی)

امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام ۱۳۔ رجب المرجب کو خانہ کعبہ
میں پیدا ہوئے اور اُنیسویں ماہ رمضان کو مسجد کوفہ میں بحالت سجدہ معبود
زخمی ہو کر ۲۱۔ رمضان کو درجہ شہادت پر فائز ہوئے۔ علی کے نام نامی اور
بے مثل کمالات سے کوئی بے خبر نہیں۔ ترقی تعلیم نے واقعات ماضی کو مستقبل
کا آئینہ بنا دیا ہے۔ مادی ترقی کے سلسلہ میں عقول انسانی نے زمین کے
پردوں میں چھپے ہوئے اور پہاڑوں کی تہ میں دبے ہوئے۔ جواہرات کو
تلاش کر لیا۔ آثار قدیمہ کے ذوق نے ہزاروں برس قبل کے طرز تمدن کے
نمونے معلوم کر لئے۔ اسیطرح روحانی ترقی کے سلسلہ میں تعلیم نے روحانی
حقیقت بھی کھولدی اور ماضی کے واقعات کا ایسا نقشہ تیار کر دیا ہے
جس سے ہر شخص اپنا مستقبل سنوار سکتا ہے عقل اور حقیقت کے درمیان
نہ اب کوئی حکومت حائل ہے۔ نہ دولت کے ڈھیر جس میں نفس انسانی
دب سکے نہ ظلم کی تلوار حق گو کی زبان قلم کر سکے۔ وقت گذر گئے۔ زمانے
پلٹ گئے۔ نسلیں بدل گئیں۔ اون لوگوں سے دنیا کا دامن پاک ہو گیا
جو روحانی سردار امیر المومنین بنکر اپنے اغراض ذاتی کے لیے حقیقت پر
پردہ ڈالتے تھے۔ اونکے عہد گذر گئے کہ۔ انقلاب زمانہ نے اُنکے غرور تکبر کو
خاک میں ملا دیا دنیا میں انکا خاتمہ عبرت ناک مثالوں کے ساتھ ہوا سب سے
پہلے امیر المومنین بننے کا شوق دشمن اسلام بنی امیہ کو ہوا۔ نوّے سال تک

بدترین الحاد و بیدینی کی شکل پیش کرتا رہا۔ اوسکے بعد ٹھیٹھر دل ٹھٹھردل میں بدلائی ہوئی۔ قریش کی ایک دوسری شاخ نے بنی اُمیہ پر رشک کھا کر۔ امیرالمومنین کا تاج اپنے سر پر رکھ لیا۔ انھوں نے بھی عیش پرستی کی ہوس میں اسلام کی حقیقی تصویر بدلنے میں کوئی کسر باقی نہ رکھی۔ نسل رسول کا بیدردی سے مٹانا جسکی تعداد صرف برائے نام تھی سوائے اسکے کیا معنے رکھتا ہے۔ کہ دنیا حقیقت اسلام سے بے خبر رہے۔ لوگ امیرالمومنین کی شناخت نہ کرسکیں۔ شریعت محمدی میں طرح طرح کے اِحداث ہوئے بڑے بڑے قاضی القضاۃ بھاری بھاری فیسیں لیکر بادشاہ اسلام کی ناپاک ہوس رانیوں کے جواز پر فتوے صادر کرنے لگے یہ اُمور اسلام کے سینہ پر ایسے داغ ہیں۔ جو قیامت تک مٹ نہیں سکتے۔ اوران کے ذمہ دارده لوگ ہیں جن کو امیرالمومنین بننے کا شوق تھا۔ اور جنہوں نے یہ غصبی تاج سر پر رکھکر دنیا میں حکومت کی۔ اور حکومت اسلامی حکومت تصور کی گئی یہانتک کہ آل عثمان میں اس سلسلہ کو کھینچ تان کر پہونچایا گیا۔ جسکو مصطفیٰ کمال پاشا نے ایک فعل لاحاصل سمجھکر چھوڑ دیا۔ اور تسلیم کرلیا کہ رسول کی نیابت کا حق سوائے علیؑ کے کسی کو نہ تھا۔ اور سوائے علیؑ کے کوئی امیرالمومنین کہے جانیکا سزاوار نہیں۔

بہرحال دنیا کے اتنے کایا پلٹے کے بعد اب علمی روشنی میں جبکہ ہر شخص اپنے قول اور فعل میں آزاد ہے۔ ایمان کے مستقبل کی درستی کے لئے اپنی عقل سے سمجھے کہ اسلام میں درحقیقت کون امیرالمومنین تھا۔ اور اس کلیہ پر کہ ایک سلطنت میں دو بادشاہ حکومت نہیں کرسکتے دادی ایمان کے حقیقی ...

ہر شخص کو خود غور کرنا چاہیئے کہ وہ لوگ کیسے ناپاک تھے جنھوں نے امیر المومنین کا لقب اختیار کر کے اپنی بد کرداری سے اسلام کو بدنام کر دیا جیسے بنی امیہ میں یزید۔ بنی عباسیہ میں متوکل وغیرہ ہم ان غاصبین بدنام کنندگان اسلام کی فہرست جو طولانی ہے درج کرنا نہیں چاہتے۔ بلکہ اُس مقدس ہستی کیجانب توجہ مبذول کرتے ہیں۔ جو سب کے مسلمہ امیر المومنین تھے۔ اور آج بھی ایمانی اصطلاح میں محض امیر المومنین کے الفاظ میں اُن ہی کی ذات مراد ہوتی ہے۔ جو اپنی صفات اور کمالات میں مقبول خلائق ہیں۔ جن کی شجاعت جنکا علم غیر مسلمین کو بھی تسلیم ہے علم و شجاعت کے محل پر ہر شخص کی ایک فطری تمنا ہوتی ہے کہ علیؑ ہم میں ہوتے ایثار و مساوات کی بہترین مثال دنیا میں علیؑ کی ذات ہے جنھوں نے اپنے عہد حکومت میں دو پیراہن اور دو جو کی روٹیوں پر بسر کر کے خدا کی دی ہوئی نعمتوں کو مخلوق میں تقسیم کیا۔ روسی بولشوکشن کی طرح کسی سرمایہ دار کی دولت نہیں چھینی لیکن خود فقر پر فخر کر کے سرمایہ دار ونکو سرنگوں بنا دیا۔ اور غربا کو قانع اور شاکر بنا کر تکبر اور حسد سے بدترین خصائل انسانی کی جڑیں کاٹ دیں حکومت میں روح ڈالدی۔ آج انسانی طبائع فسادات عالم سے مجبور ہو کر اسی کلیہ پر مائل ہیں۔ روسی بولسوکشن کی اشتراکیت کا دعوےٰ غلط ہے سرمایہ داروں میں ڈاکہ زنی کا نام اشتراکیت نہیں ہے۔ حقیقی اشتراکیت دنیا میں اسلام نے بتائی ہے اور علیؑ نے اپنے عہد میں اپنے عمل سے اُسے بتایا ہے۔ بہر حال یہ الیسام حلہ ہے کہ جب وقت آئیگا۔ دنیا سیاسی رہبر کی بھی شناخت کر لے گی۔

جو خلق ہوئی وہ نور تھا جس نور کے بارہ میں خود پیغمبر خدا صلعم ارشاد فرماتے
ہیں کہ میں اور علیؑ ایک نور واحد سے ہیں جسطرح نبی عالم نور میں اشرف الانبیاء
تھے اسی طرح علیؑ عالم نور میں امیر المومنین اشرف الاولیاء تھے۔

محل ولادت

علیؑ کی جاء ولادت خانہ کعبہ عبادتگاہ عالم اور زمین کا
وہ وسطی نقطہ ہے چاروں طرف سے جس پر سجدہ خالق میں سر جھکتے ہیں
اور سر جھکانے سے قبل جسکا معلوم کرنا ہر عبد کا فرض ہے۔ جو آفتاب اور
ماہتاب کی گردش اور ستاروں کے نظام یا قطب نما کے ذریعہ سے معلوم
کیا جاتا ہے۔ علیؑ اسی نقطہ پر پیدا ہوتے ہیں اور قبل اسکے کہ وہ مخلوقات
عالم کا مشاہدہ کریں جو ذریعہ قبلہ نمائی ہیں۔ آنکھ بند کرکے سب سے پہلے
عبادت کے صحیح نقطہ پر سجدہ معبود بجالاتے ہیں۔ اس فطری طرز عمل سے
خلائق عالم کی وحدت کو ثابت کرتے ہیں۔ اور وحدانیت کے بعد آغوش
پیمبر میں آنکھ کھولتے ہیں اور روئے جمال اشرف الانبیاء کا مشاہدہ کرتے
ہیں اسوقت نہ دنیا میں نبوت کا آغاز ہوا تھا نہ امامت کا لیکن ہونیوالے
اُمور فطرۃ نے بتلا دیے جب پیغمبر خدا صلعم مبعوث بہ رسالت ہوئے لیکن
علیؑ نے آغوش پیغمبر میں جمال محمدی کے مشاہدہ کے بعد قرآن کی تلاوت کی
دنیا میں پہلے قاری قرآن علیؑ ہیں۔ دنیا میں علیؑ کا اور قرآن کا آغاز
ساتھ ساتھ ہوا۔ اور تکملہ قرآن اور سلسلہ نزول بھی اس وقت ختم ہوا
جب خاتم النبیین نے علیؑ کے امیر المومنین ہونیکا باقاعدہ اعلان کردیا
ایک لاکھ چالیس ہزار مسلمانوں نے سنا اور تصدیق کی۔

عمل

ہر شخص کا کمال اسکے عمل سے ظاہر ہوتا ہے۔ یوم ولادت سے

احادیث میں ہر عمل کی تصدیق موجود ہے کتب تواریخ میں تفصیل درج ہے مختصر یہ ہے۔ کہ کسی دشمن اسلام کو بھی علیؑ کے کسی عمل پر نکتہ چینی کا موقعہ نہیں ملا۔ اور علیؑ کا ہر عمل نہ صرف مسلمانوں کے لئے بلکہ ہر قوم اور مذہب میں ایک سبق مانا گیا۔ ابتک سرمایہ پرستی کے جذبہ میں بعض لوگ یہ کہا کرتے ہیں کہ (معاذ اللہ) علیؑ میں بمقابلہ بنی اُمیہ سیاسی کمزوری تھی لیکن اب اشتراکیت کے فضا نے اُنھیں کے مُنھ میں تھوک دیا اور بتلا یا کہ بنی اُمیہ کی امارت سرمایہ داری پر مبنی تھی اور موجب فساد عالم تھی۔ اور علیؑ کی امارت مساوات پر مبنی تھی۔ جو باعث قیام امن وانصاف تھی جب مخلوق سرمایہ داری کی ٹھوکریں کھاچکے گی تو علیؑ کے اُصول سیاست کو یاد کریگی اور ہر شخص پر روشن ہو جائیگا کہ علی ابن ابی طالب علیہ السلام روحانیت اور سیاست میں درحقیقت امیرالمومنین اور سردار مسلمین اور نائب رحمۃ اللعالمین تھے۔

تیرھویں ماہ رجب ہے عید میلاد علیؑ

(از نتیجہ فکر جناب سید نواب علی صاحب سفیر سندیلوی)

آج کعبہ میں ہوا پیدا النُصیری کا خدا — اور خدائے لم یلد کا ایک عبدِ حق نما

اس ولادت نے بتایا خالق و مخلوق کو — شانِ وحدت عبدیت سے ہوگئی بالکل جدا

یعنی خالق صرف ہے اللہ وہ احد اور صمد — لم یلد ہے اور ولم یولد ہے شانِ کبریا

کوئی کفوا اسکا نہیں یکتا ہے اسکی ذات پاک — اور نا ممکن ہے اسکا مثل کوئی دوسرا

لامکاں ہے اور ہے ہر جنس سے وہ بے نیاز — جسکی کوئی ابتدا ہے اور نہ کوئی انتہا

اسلئے کعبہ جہاں میں اک عبادتگاہ ہے
سجدہ گاہ رب ولادت گاہ ہے اک عبد کی
بڑھ گئی دنیا میں جس سے خانہ زادِ حق کی شان
جو خدا مخلوق ہے درکار ہے اُسکا مکاں
تیرھویں ماہ رجب کو فاطمہ بنت اسد
حکم رب سے شق ہوئی دیوار وہ اندر گئیں
بطن مادر سے علیؑ حق کے ولی پیدا ہوئے
تہنیت کیواسطے کعبہ میں آئے جبرئیل
بند تھیں مولود کی آنکھیں نہ دیکھی تھی کہیں
جب رسول کبریا نے لیلیا آغوش میں
یوں اشارہ دنیں کیا عہد وفا مولود نے
دعوتِ اسلام کی جسدم سُنی پہلی صدا
پھر شب ہجرت کیا مکہ میں وہ بیمثل کام
فاتح بدر و حنین و خندق و بیر الالم
توڑ کر کعبہ کے بُت ثابت ہوئے وہ بت شکن
زہد و تقوے اور عبادت میں بھی تھے یکتا جہاں
فقر پر تھا فخر یہ ایثار تھا اُس نفس میں
تھے غریبوں اور امیروں کے امیر المومنین
تن پہ بوسیدہ عبا شاہ عرب کا تھا لباس
یہ سیاست میں قناعت مقتضائے عدل تھی
تخت پر بیٹھے نہ رکھا تاج زر پہ فرق پر

اور بھی اک رمز ہے کعبہ میں اسکے ماسوا
جسکو بندہ کوئی سمجھا اور کوئی سمجھا خدا
فرق بھی مخلوق اور خالق میں ظاہر ہوگیا
کون تھا ایسا مکاں دنیا میں کعبہ کے سوا
خانہ کعبہ میں جسدم آئیں تھیں بھر دعا
نور حق گھر میں خدا کے ہوگیا جلوہ نما
آسماں سے دی ملائک نے صدائے مرحبا
اور زچہ خانہ کی تھیں حوران جنت قابلہ
جس سے بھی مقصود بس شان وفا کی ابتدا
مسکرائے دیکھکر روئے محمدؐ مرتضےٰ
تکملہ جس عہد کا کار نبوت میں ہوا
کی علیؑ نے نصرتِ دین نبی کی ابتدا
جاں نثاری کی ہوئی دنیا میں جس سے انتہا
مرتضیٰ نے دین کی ہر اک مہم کو سر کیا
فتح کر کے قلعہ خیبر بنے مشکل کشا
عالمِ علمِ لدنی باب علم مصطفےٰ
جسکا ہے مشہور دنیا میں کرم جود سخا
اشتراکیت پہ بھی اُنکے امارت کی بنا
جَو کی روٹی عمر بھر مشہور ہے جنکی غذا
ایک حالت میں لبے اسطرح یہ شاہ و گدا
بادشاہت میں علیؑ کا فرش تھا اک بوریا

لِئے اک عامل کو خط لکھا تھا جن الفاظ میں | درج ہے نہج البلاغہ میں وہ قولِ مرتضیٰ
بادشاہی ہے امانت بادیانت خلق میں | دہر میں بیمثل ہے یہ اک سیاسی فلسفا
الغرض ذاتِ علیؑ تھی خلق میں وہ باکمال | جز نبی کے مثل تھا جسکا نہ کوئی دوسرا
شانِ حیدر کو جہاں میں پھر سمجھ سکتا تھا کون | بس خدا سمجھا علی کو یا محمدؐ مصطفا

قبلہ عالم عبادت گاہ کعبہ ہے سفیر
مولد مولا علی ہے خانہ ربّ العلا

علیؑ کا مرتبہ اللہ سمجھا مصطفاؐ سمجھے

(از نتیجہ فکر جناب سید نواب علی صاحب سفیر سندیلوی)

علی کا مرتبہ کتنا ہے اسکو کوئی کیا سمجھے | کہ جب قومِ نصیری دہر میں انکو خدا سمجھے
بشر کے مرتبہ کی کوئی حد ممکن ہے تو اتنی | خدائی میں اُسے مخلوق اپنا ناخدا سمجھے
شبِ معراج لیکن عرش پر وہ داد جو گذری | خدا کا راز تھا اسکو بشر سمجھے تو کیا سمجھے
عیاں اس رمزِ قدرت سے ہوئی شانِ یداللّٰہی | غرض یہ تھی کہ خلقت سب علی کو باخدا سمجھے
حقیقت میں نہ سمجھا آجتک وہ مرتبہ کوئی | علیؑ کا مرتبہ جو کچھ حبیبِ کبریا سمجھے
شبِ ہجرت کیا آرام یوں فرشِ پیغمبر پر | علیؑ کو رات بھر کفارِ مکہ مصطفا سمجھے
کسیکا بیخطر سونا کسیکا خوف سے رونا | زمین و آسماں کا فرق یہ کوئی ذرا سمجھے
نصیری نے علی کو کہدیا اپنا خدا کیونکر | بشر کے مرتبہ سے اونکے رتبہ کو سوا سمجھے
خدا کی ذات واحد ہے علیؑ کی شان یکتا ہے | نہ سمجھے فرق جو اس میں علیؑ کو وہ خدا سمجھے
علی پیدا ہوئے کعبہ میں جو اللہ کا گھر ہے | ولادت سے اونھیں سب خانہ زادِ کبریا سمجھے
ہوا تیرہ رجب کو نورِ حق کعبہ میں جب ساطع | ضیائے نور سے مولود کو نورِ خدا سمجھے
ولادت سے علیؑ کی ہوگیا یہ شخص پر روشن | [illegible]

علیؑ کا مرتبہ اللہ اکبر کوئی حد بھی ہے ۔۔۔ بھلا مخلوق انکو کس سے کم کس سے سوا سمجھے

صنم کعبہ کے توڑے دوش احمد پر قدم رکھکر ۔۔۔ علیؑ کی منزلت کیا ہو یہاں کوئی ذرا سمجھے

بحکم رب غدیر خم پہ احمد نے کہا مولا ۔۔۔ اُسی دن سے علیؑ کو سب وصی مصطفا سمجھے

خدا کا حکم تھا جسکو پیمبر نے سُنایا تھا ۔۔۔ وہاں پر جمع تھے جو لوگ سب مدعا سمجھے

سمجھکر پھر مبارکباد دینا اور بدل جانا ۔۔۔ یہ جسکا فعل تھا اُس سے قیامت میں خدا سمجھے

مودۃ آل پیغمبر کی لازم ہے مسلماں پر ۔۔۔ کلام اللہ کو کوئی اگر پڑھ کر ذرا سمجھے

یہ ظاہر ہو کہ دنیا میں ولا جسکے نہ دل میں ہو ۔۔۔ یقیناً معنی من کُنت مولا پھر وہ کیا سمجھے

علیؑ بعد از نبی ہیں جسطرح ہارون اور موسیٰ ۔۔۔ بھلا کیونکر کوئی دونوں میں پھر کچھ فاصلا سمجھے

علیؑ قرآں ہیں قرآن و علیؑ ایماں ہیں دونوں ۔۔۔ وہ مومن ہی نہیں جو شخص دونوں کو جدا سمجھے

پیمبر کی وصیت ہے یہاں سے حوض کوثر تک ۔۔۔ نجات آخروی میں بس انہی کو واسطا سمجھے

تنفیر اپنا یہ مذہب ہے علیؑ مولا ہمارا ہیں ۔۔۔ نصیری اپنے مسلک میں جنہیں اپنا خدا سمجھے

علیؑ سمجھے حقیقت میں احد کو اور احمدؐ کو
علیؑ کا مرتبہ اللہ سمجھا مصطفا سمجھے

کعبہ میں ولادت علیؑ مرتضیٰ پر تبصرہ

میں اپنے غیر متعصب منصف مزاج حق و باطل میں تمیز کرنیوالے برادران اسلام کے سامنے حضرت علیؑ کی ہزاروں فضیلتوں میں سے صرف ایک فضیلت ولادت سے انکے آغاز اور شہادت سے انکے نیک انجام کو پیش کرتا ہوں جسے سُنکر واقعی منصف غیر متعصب شخص بلا خطر از خود علیؑ کی پہلی خلافت پر مائل ہو جائے تو عجب کیا ہے۔

[illegible]

آغوش رسول میں پرورش اس امر کی علانیہ شہادت دینے پر تیار ہیں کہ بغیر
خدا کا ولی اور رسول کا جانشین ہی بحکم خدا پیدا ہو سکتا ہے اور مالک
خانۂ کعبہ علیٔ اعلےٰ کو اس بات کی قدرت و اختیار حاصل ہے کہ وہ اپنی
اجازت اور مرضی کے بدولت علیؑ کی جاے ولادت کو جاے عبادت قرار دے
یا اسکے برعکس کہ یہ اپنی جاے عبادت کو علیؑ کی جاے ولادت بنا دے
اور بہر صورت جملہ اعتراضوں سے پاک صاف کر دے۔ ورنہ کسی دوسرے
کو مجال نہیں کہ وہ اگر بغیر خدا کی مرضی اپنے آپ جبرًا یا کہ شرف و برکت
کی غرض سے کعبہ میں اپنا مولود جنوا ڈالے اور پھر وہ تا ابد لعنت و ملامت
سے یا کہ نقصان جان و مال سے اپنے آپکو بچا جاے یہ ہرگز ممکن نہیں ہو سکتا

عام مکانو نہیں ولادت کا اثر یہ بات ہر اک جانتا ہے کہ جس جگہ ولادت ہوتی ہے وہاں کی جگہ سے
اور اُس زچہ عورت سے جبتک وہ عورت اور وہاں کی جگہ پاک
صاف نہو جائے بجز اُسکی خاص عزیز و قریب کنبہ کی عورتوں کے
سب نفرت کراہیت کرنے لگتی ہیں۔ رہا زچہ کی چند روز خدمت کرنے
اُسکی آلائیش و کثافات کو دور کرنے پر اگر کمائیوالی خاکروب صفت
عورت مثلاً نہو تو ہر اک عورت کی تا مقدور ہمت و جرات نہیں پڑتی کہ
وہ اُسکے کام کو بخوشی انجام دیڈالے جبتک کہ وہ عزیزداری و دوستی
اور مروت و لحاظ کے رشتوں روپیہ پیسہ کی طمع سے یا جبر و تشدد کے دباؤ
سے یا اس خیال سے کہ خود کو بھی یہ زچہ داری کے دن بھگتنے پڑینگے
مجبور نہیں ہوتیں جس وجہ سے اپنی پرائی سب عورتیں مجبورًا لگ لپٹ کر

خواب و خور کی سختیوں کو سہتیں ہیں ورنہ دل سے اور خوشی سے تو کوئی اپنا بھی پاس جانا نہیں چاہتا۔

اپنے دوست اپنے خریدار اپنے عزیز اپنے رشتہ دار اور اولاد کی خاطر تمام نفرتیں مصیبتیں تکلیفیں عیب اور اعتراض کی باتوں کو سہتے اوپر سے ہر طرح کی وسعت سے زیادہ خوشیاں مناتے دے دلا کر کھلا پلا کر اپنی تمناؤں کو پورا کیا کرتے ہیں غیر بچہ اور غیر زچہ کیساتھ کوئی کچھ نہیں کرتا سب کنارہ ہوئے نظر آتے ہیں۔

بلا اجازت غیر کے مکان میں بچہ جننے کا نتیجہ

جبکہ مذکورہ بالا نفرت و معائب کی باتیں معلوم ہوگئیں تو اب اگر کوئی عورت بغیر رضی بغیر اجازت مالک مکان اُسکے گھر جا کر بچہ جنے تو اُس گھر کی عورتیں اور مرد نفرت کرنا کیسا فوراً عورت کو معہ بچہ کے باہر بھگو دیتے اور نقصان و اذیت دینے پر تیار ہو جاتے ہیں۔ اور اگر کوئی اللہ کے گھر مسجد میں یا امام باڑہ اور خانقاہ میں یا کہ بیت المقدس اور خانہ کعبہ میں جا کر خواہ بغرض برکت و شرافت ہی سہی اپنا بچہ جن ڈالے تو پھر وہاں کے منتظم اور دیگر اپنے پرائے سننے والے مسلمان علاوہ اذیت اور نقصان جان و مال پہونچانے کے تا ابد لعنت و ملامت کرنے پر تیار ہو جائینگے اور بغیر پاک صاف کیے عبادت خدا کرنے یا کسی نیک کام کے بجالانے پر نہ آمادہ ہونگے۔

بحکم خدا کعبہ میں ولادت عیسیٰؑ کی رعایت

زچہ عورت کے لئے دو قسم کے موافق و ناموافق برتاؤ دنیا کے دکھا کر اب خدا کا برتاؤ دو زچہ عورتوں [illegible]

بڑی خدمت گذار بی بی حضرت مریمؑ کو بوقت دردِ زہ کعبہ سے باہر منتقل
میں مولود جننے کا حکم ہوتا ہے اور دوسری غیر معصومہ کعبہ سے باہر مکان میں
رہنے والی بی بی مادر علیؑ کو باہر کرنے کے بجائے خاصکر دیوار کعبہ شق کرکے
اسکے اندر ولادت کی دعوت ہوتی ہے ان ہر دو متضاد احکام کی وجہ پر
غور کیا جائے یا معصومہ اور غیر معصومہ بی بیوں کی فضیلت و شرافت دیکھی
جائے یا کہ اس مولود سے خدا کی خصوصیت و قرابت پر نظر کیجائے بہر صورت
ظاہر میں ہر شخص کو سنکر یہ تعجب ہوتا ہے کہ کیا بات ہے کہ دنیا کی چار سردار
عورتوں میں خدا کے نزدیک مقدس و برگزیدہ خدمت گذار بی بی جناب مریمؑ
کو عین ولادت عیسٰیؑ کے وقت بیت المقدس سے باہر جانے کا حکم کیوں ہوتا ہے
انکو تو کسی سے پوچھنے کلید برداروں اور دیگر لوگوں کی انگشت نمائی اور بدنامی
کا خوف کرنے کی ضرورت نہ تھی اسلیے کہ جناب مریمؑ وہاں رہتی تھیں۔
وہاں کی قابل فخر بڑی خدمت گزار تھیں خدا کا گھر وہی اپنا گھر تھا اُسے چھوڑ کر
اور کسی غیر کے گھر جننے کیوں جاتیں۔ بہر طور بہر صورت وہاں جانے کی حقدار تھیں
دوسرے یہ کہ عیسٰیؑ جیسے بے باپ کے نطفہ کے اولو العزم نبی خدا کی
خاص روح مجسم بنکر کعبہ میں نازل ہونے والے تھے ایسی مقدس و لطیف
روح کی ولادت سے کسی کو بھی وہم و گمان نجاست و کثافت کہاں ہو سکتا تھا
اور اگر بالفرض وہاں کسی قسم کا دھبہ یا کوئی مکروہ اور قابل نفرت نشان دکھائی
بھی دیتا تو خدا اپنے پاکیزہ برگزیدہ بندوں مریمؑ و عیسٰیؑ جیسے خاص عزیز دوستوں
دوستوں کی خاطر بتوں کی طرح پاک و صاف کرادیتا تو کیا وہ جگہ پھر
جائے عبادت نہ رہتی۔ خدا پر یا کہ مریمؑ پر کسی قسم کا الزام نہیں آسکتا

انکی خدمتوں اور تمناؤں کا صلہ دنیا میں مقدس جائے عبادت میں حکم ولادت ہو جانے سے ملجاتا تو انکا کلیجہ ٹھنڈا اور دل باغ باغ ہو جاتا قیامت تک حضرت عیسیٰ اور مادر عیسیٰ کے لئے باعث فخر و ناز ہو جاتا۔ یا خدا کے خاص بندے وہ جاوہ اولوالعزم نبی یا اور کوئی نبی کعبہ میں پیدا کر دیا جاتا اور علی خدا کے ولی بھی پیدا ہو جاتے تو اسمیں کسی کا کیا نقصان ہوتا۔ اور اگر حضرت مریمؑ اس کے قریب در و دیوار یا کہ حرم کے کسی گوشہ عافیت ہی میں بس جنتیں تو ایسی ولادت سے بھی قسم کھانے کو بہت کچھ فخر کا موقع ملجاتا۔ غرض کہ خدا نے اپنے خاص اولوالعزم نبی اپنی روح القدس کو جائے عبادت میں آواز غیبی پیدا ہو جانے سے روکدیا اور بستی چھڑا کر گھر چھڑا کر جنگل میں ولادت عیسیٰ کی اجازت دی۔

اب یہاں پر حضرت مریم کی صبر و شکیبائی حق شناسی فرمانبرداری کو بھی ذرا ملاحظہ فرمایئے کہ جو قابل عبرت ہے کہ آواز غیبی کے سنتے ہی فورا دم نہیں مارا گھر سے عین درد و مصیبت کے وقت بے گھر ہونے جنگل بے آب و گیاہ میں بغیر کسی مددگار عورت اور سامان ولادت ہمراہ کئے ہوئے چلے جانے پر کوئی ضد نہیں کی چپ چاپ سیدھی جنگل کی راہ لی ورنہ ان کا معاملہ دگرگوں ہو جاتا اگر ذرا تقدس میں خلل آجاتا۔

جدار کعبہ کا خرق والتیام اور قدرت الٰہی کا عجیب و غریب منظر

سرزمین کعبہ میں خلیفہ الٰہی کی نال

مجبوب خدا کو مصطفےٰ کہتے ہیں اور انکے وصی کو مرتضےٰ کہتے ہیں

ادھر کعبہ سے باہر رہنے والی خیر معصومہ بی بی مادر علی ولی کی خاطر (جبکہ وہ پشت کعبہ کیجانب غلاف کعبہ تھا کر آسانی درد شکم کے واسطے دعا مانگ رہی تھیں)، بحکم رب جلیل آواز جبرئیل ہوئی کہ :۔

"فاطمہ تم کعبہ کے اندر چلی آؤ یہ مولود خاص ہمارے گھر میں پیدا ہوگا۔"

اُدھر دیوار کعبہ فوراً شق ہوگئی آغوش رحمت الٰہی کھلی۔ مادر علی ولی بغیر خوف بلا تامل اندر داخل ہوئی۔ فوراً دیوار بدستور ملگئی اور وہ حفظ وامان خدا میں آگئیں۔ قدرت سے غیبی سامان ولادت ہوگئے۔ بہشت سے سرزمین کعبہ پر معصوم صفت بیبیاں معہ حوران جنت اور آب و طعام جنت لیکر نازل ہوگئیں جنت سے کعبہ تک مسلسل قدرتی تار برقی لگ گئی۔ ولادت علی کی زمین و آسمان میں خبریں دوڑ گئیں حوران جنان ملائکہ مقرب طیاروں کے طرح خوشی میں اڑ اڑ کر آمدورفت کرنے لگے۔ آپس میں ایک دوسرے کو صدائے تہنیت ولادت علی دینے لگے۔

غیر جانبدار صاف باطن کے نزدیک کعبہ میں علیؑ کی نرالی ولادت کیساتھ قدرتی سامان دعوت ہونا بجز رسول علیؑ کی انبیا سے فضیلت اور بلا فصل خلافت کو ثابت کرتا ہے	کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ خدا کو حضرت علیؑ جیسے مقدس مولود سے کیا قرابت وخصوصیت تھی یا جناب رسول مقبول سے کیا مروت کیا لحاظ اور پاس تھا

کہ جسکی خاطر خیر معصومہ مادر علی فاطمہ بنت اسد کی یہ قدر و منزلت نئی شان سے دکھائی گئی جسے تا قیامت کسی نے نہ دیکھی نہ سنی ہوگی کہ بجائے

اور عورت جیسی ڈرپوک ذات کو بلاخوف و ہراس ولاے بغیر کنبہ کے لوگوں کو
مطلع کیۓ بغیر دنیاوی کنبہ کی عورتوں اور سامان ولادت ہمراہ لیۓ ایکدم کیوں
اندر بلالیا گیا۔ آسمان سے حوریں مقدس بی بیاں حوا و آسیہ مریم و سارہ
خدمت گزاری پر کیوں تعینات کی گئیں بہشتی میوے کھانے چشمہ کوثر کا
پانی نہانے دھونے کو کیوں آیا۔ تین روز کعبہ کے اندر خدا نے اپنا خاص
مہمان کیا اپنے نام پر نام علی رکھا۔ او سوقت تک کوئی کعبہ کے اندر جا نہ سکا۔
باوجودیکہ قفل در کھولکر جانے کی کوشش کی گئی۔ یہ بتایے کہ کعبہ جیسا مقدس
قطعہ زمین پر آج قبضہ و اختیار کسکا ہوا ہے بحکم خدا آج نائب حجت خدا کا
معہ حوران زنان و معصومہ ملائکہ مقرب کے بیت اللہ میں ظہور ہے خلافت الہیہ
کی نال ناف کعبہ میں گڑی ہے تو بھلا کس کی مجال ہے کہ غیر خدا اُسے اُکھاڑ سکے
اور منصب خلافت الہی خود بخود لے سکے۔

نوٹ مذکورہ جملہ عجیب و غریب باتیں نائب و حجت خدا اور بعد نبی جانشین
مصطفےٰ ہونے کی واضح دلیل ہیں جنکی بابت تفصیل کی ضرورت تھی لیکن
خوف طوالت سے ترک کردیا۔

مذکورہ بالا باتیں دیکھکر اور خود کو بحیثیت خادمہ منتظمہ پاکر آپ خیال کر سکتے
ہیں کہ حضرت مریم کے دل پر جو کچھ بھی قلق و صدمہ ہوتا سو کم تھا۔ لیکن جناب مریم
نے اس قسم کے دنیاوی وسواس شیطانی خیالات کو بالکل پاس نہ آنے دیا۔
خلاف تقدس سمجھا ورنہ اگر اپنے معاملہ ولادت کے وقت یا کہ اس مولود کی خدمت
اور شان و شوکت کیوقت اپنے دل میں ذرا نفرت و کراہت لے آتیں آہ سرد بھر لیتیں

تو فوراً خدا کی نظر سے گر جاتیں اور ولادت علیؑ کے شرف خدمت پر ہرگز مامور نہ ہوتیں یا کہ بعد کو ہٹائی جاتیں ان باتوں کے ساتھ یہ بات بھی عموماً سمجھ میں نہ آئیگی کہ خاص خدا کی روح قدرتی باپ کے نطفہ سے بے عیب اور عیسےؑ جیسے اولوالعزم نبی کے پاکیزہ جسم میں ہو کر حضرت مریم جیسی معصومہ محبوبۂ خدا کے بذریعہ شکم بیت المقدس کے اندر نمایاں ہو جانے سے وہ جاے عبادت کیوں نہیں ٹھہرتا آخر کونسا بڑا عیب اور الزام خدا کے علم میں مخفی تھا کہ جسکی وجہ سے اس نے اپنے معبد کو ولادت کے دھبہ سے بچایا اور اپنی ہی روح کو بصورت ولادت وہاں نازل کرنے سے سیکڑوں برس تک محفوظ رکھا۔ معلوم علیؑ کی ولادت میں کیا زینت و جلادت تھی کہ لسان راز حسن قدرت مخفی تھا کہ جنکی وجہ سے کعبہ جیسے جاے عبادت میں ولادت کا عیب و (قبح) مبدل بہ حسن وصواب کردیا گیا بلکہ ناحق شناس مسلمانوں کے کل الزاموں کو اپنے مہمان اور ہمنام علیؑ ولی کی خاطر خود اپنے ذمہ بلا تکلف گوارا کرلیا۔ اور اپنے خانہ زاد مولود کو دنیاوی چیزوں اور آدمیوں کی مدد کے احسان سے پاکیزہ رکھکر معصومہ بی بیاں اور جنت کی حوریں معہ کل سامان کے نازل کیں پھر مامن وافق کعبہ سے اس ماہ امانت کو برآمد کرکے مجسم رحمت العالمین کی آغوش عاطفت میں دیکر انکے چہرہ نورانی مقابل ہوجانے پر آنکھ کھلوائی بعد فراغت ولادت کعبہ کے اندر کسی نے کسی قسم کی کوئی علامت ولادت نہ پائی نہ کعبہ کو طاہر کرنے یا کہ کعبہ میں عبادت نہ کرنیکا فتوے کسی نے رسول سے طلب کیا نہ کسی کو کچھ وہم ہوا نہ رسول نے نہ کسی نے اُسوقت یا کہ بعد کو کعبہ کے اندر خبر ولادت منکروں کی تہمت مٹانے کے لیے کعبہ

دُھلوایا اور فرش کھدوا کر نیا بدلوایا ہو۔ نہ کسی مورخ نے بجز حال ولادت اور اظہار فضیلت کسی قسم کی مکروہ بات دکھائی نہ کسی نے مادر علیؑ پر یا اور انکے کسی بزرگ پر یا رسولؐ پر کوئی عیب الزام لگایا۔ یہ کیوں؟

طہارت مولود کعبہ

اسلیے چونکہ خدا نے روز ازل (عالم الست) سے تمام انبیا کے مادوں سے جدا اپنے اول مخلوق نور سے چہاردہ معصومین کی طینت قرار دیکر انکو جملہ کثافات و نجاسات و معائب سے مبرا اور پاک پاکیزہ بنا کر اپنے شان کا مظہر کیا قیامت تک اپنی اسلامی شریعت کاملہ کا محمدؐ کو مکمل پیغمبر اور انکے بارہ نائبین آئمہ معصومین کو مکمل محافظ اور رہبر مقرر کر لیا تھا تو اب انہیں سے کسی کی یا کہ سب کی ولادت کعبہ میں یا دیگر مقدس جائے عبادت میں ہوتی خواہ باقی کے سوا صرف علیؑ کی ولادت ہوئی ہو۔ بہر صورت ایک یہی ولادتِ علیؑ سب کے لئے باعث فخر موجب فضیلت ہوئی جنکی ولادت سے گمان نفرت و کراہیت کجا خود مقدس مقامات عبادت کو مزید فضل و شرف اور فخر و مباہات حاصل ہو گیا ہے۔

جن تاریخی واقعات قدرتی معاملات سے صاف پتہ چل گیا کہ کعبہ علیؑ کی ولادت کی غرض سے خدا نے بنوایا ہے جس ولادت علیؑ سے کعبہ کو سمت قبلہ مقام عبادت حج و زیارت قرار دیکر تا قیامت مرجع خلائق بنایا اپنے نام علی پر سب کی پیشانیاں جھکوا دیں اپنے خلیل اور ذبیح کو معمار بنا کر بعد والے منتظمین کو کعبہ کی عمارت قائم رکھنے پر تا ظہور قائمؑ مسلط کر دیا جسکی غرض تعمیر کو کسی شاعر نے کیا خوب نظم کیا ہے۔

مطلب انشائے کعبہ بہر میلاد تو بود   ورنہ شخصے لامکاں را خانہ کے باشد روا

اگر تعمیر کعبہ صرف ولادت علی کیلئے نہوتی تو وہاں عیسیٰ بھی ضرور پیدا کیے جاتے
باوجود استحقاق انکی ولادت سے کعبہ بدرجہ اتم جائے عبادت بنا رہتا جسطرح
کہ مدتوں بتوں کی پوجا ہونے سے بعد کو عبادت خدا کرنے میں کچھ خرابی نہ آئی۔
ایسے عیسیٰ اپنے مجسم روح کی گھڑی بھر کی ولادت کیا قباحت پیدا کرتی تو پھر علیؑ کے
قدرت پسند ہاتھوں سے بت شکنی کی شہرت دلانے کی خاطر اسقدر دراز زمانہ
تک بتوں کی خدائی کیوں گوارا رکھی خدا نے اپنی ید قدرت یا رسول کے ہاتھوں بتوں کو
کیوں نہ تڑوادیا۔ یا الٰہی یہ کیا تماشائے قدرت و حکمت تونے کعبہ میں علی کی
خاطر دنیا کو دکھانا چاہا ہے۔

جسکو بھی خدا عزت و مرتبہ دیکر بنائے بس وہی
قابل خلافت قابل اطاعت اور ذریعہ شفاعت و نجات ہے

پہلے حضرت آدمؑ پتلہ خاکی
کی مثال سے تمام اپنے
خلافتوں کے حق و باطل کو
خوب پرکھ لو کہ جناب آدم مادۂ کثیف خاک کے بنے فقط علم خدا و نظر عنایت و توفیق
الٰہی شامل ہو جانے پر زمین میں خلیفہ بنا دیے گئے اوپر سے فرشتوں سے تعظیم
کرادی انکی نورانی خلقت اور شیطان کی آتشی خلقت اور کثرت عبادت
اور برحق اعتقاد وحدانیت وغیرہ کی کچھ پرواہ نہیں کی فقط آدمؑ کو خلیفہ نہ ما[نے]
اور اپنے کو خود افضل بنانے پر سجدہ نہ کرنے سے تا قیامت شیطان خارج
از ایمان و رحمت کر کے سزاوار لعنت و ملامت اور عذاب کر دیا گیا پیچ تا
[illegible]

کہ وہ کافر بنا کر نکالدیا گیا جس قصہ سے یہ بات کھل گئی کہ خدا و رسول کی فرمانبرداری کا نام ایمان ہے اور انکی مخالفت نافرمانی کفر ہے۔ خواہ پھر اعتقادات مقررہ کو دل میں لئے رہے یا کہ عبادت بھی کرتا رہے تو کیا ہوتا ہے۔ شیطان اور اسکے لشکر نے توبہ بھی نہیں کی جس واقعہ ولادت سے علیؑ کی بحکم خدا بذریعہ ملائکہ و رسول ۱۸ ذیحجہ کی مقررشدہ خلافت بلافصل کے مقابل تمام خلافتیں (غیر آئمہ اثنا عشر) اول و آخر سب آپ ہی آپ خود اپنی کتابوں سے اپنے عالموں راویوں اصحاب و ازواج کے اقوال سے باطل ہوگئیں ہر طالب حق کے سامنے کتابیں خود بولکر انکے عالم اور راوی ہر شخص کا حق و ناحق ظاہر کرنے پر سلف سے آجتک اور اب سے تا قیامت ہر وقت تیار رہتی ہیں فقط دل و دماغ خالی از تعصب و ہٹ دھرمی ہو حق بات کی تلاش اور خدا کا خوف دلمیں ہو تو پھر راہ حق مستقیم پر پہونچنے میں کیا مشکل ہے۔

مذکورہ بالا حضرت آدم کی مثال خلافت سے اب پھر سمجھو کہ جسطرح خدا نے جن اور معصوم فرشتوں کی ذاتی شرافت و نورانی طینت و کثرت عبادت و اعتقاد کی پرواہ نہ کرکے آدم کو خود ہی علم دیکر انکو سب کے مقابل افضل و اشرف بنا کر اپنا خلیفہ بنالیا تھا اسیطرح سے وہ باعث ایجاد عالم حبیب کے محبوب یعنے علیؑ ولی کو بجز رسول باقی کل انبیاء سے اکثر باتوں میں مشرف و ممتاز بنانے کیلئے اول کعبہ کو فقط علیؑ ہی کی ولادت کیلئے خاص کرتا ہے اور حضرت عیسٰی کو (جو کئی سو برس قبل) پیدا ہونیوالے تھے باوجود مذکورہ بالا فضائل و خصوصیات کے بھی اپنے گھر عبادتخانہ میں اسلئے پیدا کرنے نہیں دیا کہ اس ولادت سے عیسٰی کو جبکہ شرف اولی حاصل ہوگیا تو پھر اپنے حبیب کے محبوب وصی و جانشین کو اپنی ولادت سے کیا فخر باقی رہے گا۔ کیونکہ جس صفت میں

کوئی دوسرا شریک ہوگا تو اس شراکت سے برابری ہو جانے پر بجائے خوبی کے بڑی عیب دار صفت ہو جاتی ہے تو پھر وہ بے نظیر بے مثال ہرگز نہیں کہی جا سکتی۔ بعد ولادت عیسیٰؑ پھر علیؑ کو فضیلت و فخر حاصل کرنیکا محل نہ رہتا چونکہ خدا کو خود یکتائی پسند ہے تو اس نے اپنے حبیب محمدؐ کو جسطرح انکی صفات میں مکمل اور یکتا بنا دیا تو اسیطرح انکے مکمل بارہ اوصیا کے اول وصی اور جانشین کو نور محمدی سے بنا کر کعبہ میں پیدا کر کے آغوش رسول میں جھلا کر لعاب دہن چوسا کر۔ مہر نبوت پر چڑھا کر بتوں کو گرا کر تیغ ذوالفقار دلا کر فاتح اسلام جتا کر نامی کفاروں کو ہرا کر قلعہ خیبر کو ہلا کر بچھر پر علم اسلام گڑوا کر در خیبر کو سپر اور پل بنوا کر کفر کل کے مقابل ایمان کل کو ٹھہرا کر قرآن و احادیث ضربت و عطاء علم سے کرار و افضل عبادت ثقلین بنا کر آیہ تطہیر اور ہل آتے جیسی صدہا آیتوں حدیثوں سے شان دکھا کر اپنا نام محمد کا کام دیکر حسنینؑ سے فرزند فاطمہ جیسی زوجہ رسول فخر انبیا جیسے مربی اور ابن عم دیکر گیارہ معصوم اماموںکا باپ بنا کر صدہا معجزے دلا کر ایک وقت میں چالیس جگہ مہمان بنا کر طرح طرح سے اپنی شانیں علی میں دکھا کر معراج سے ید اللہ لسان اللہ اور علیؑ کی جان خرید کر اپنی مرضی دیکر اُذنُ اللہ نفسُ اللہ عینُ اللہ وغیرہ پچاسوں خطابوں سے آراستہ کر کے دنیا میں بے نظیر بیمثال ثابت کر کے بذریعہ محمدؐ تمام ازواج اور صحابہ پر بار بار جتا دیا خود دستار خلافت باندھکر غدیر خم پر لاکھوں مسلمانوں کے سامنے خلیفہ بنا کر دکھا دیا سب کی بیعت و مبارکبادی سے علانیہ خلافت بلا فصل کا فیصلہ کر کے علیؑ کی خلافت کا دنیا میں ڈنکا بجوا دیا اب آنکھوں سے کانوں سے عقل و انصاف سے

اپنی کتابوں سے مذکورہ باتوں کی تصدیق کر کے بجز رسول تمام انبیا علیؑ کی مذکورہ
صفات کو اپنے میں دکھائیں تب تو کعبہ میں پیدا ہونے کے حقدار ہو سکتے ہیں جنمیں
ایک زبردست اولوالعزم نبی عیسیٰؑ مجسم روح اللہ کی مثال دکھادی گئی کہ آپکی
نبوت علیؑ کی امامت اور دیگر اوصاف ذاتی کے مقابل جوکچھ قدر و منزلت خدا کے نزدیک رکھتی
تھی وہ بجائے عیسیٰؑ علیؑ کو پیدا کرنے سے ظاہر ہو گئی خدا و رسول کی اجازت
مرضی سے آدمی کی چیز کی عزت و قعت ہوتی اور سارے عیب صواب
بنجاتے ہیں۔ یوں اپنی مرضی سے کوئی کعبہ میں بیت المقدس میں مسجد میں
پیدا ہو جائے کوئی خدا بنجائے نبی اور خلیفہ بنجائے تمام فضائل و کرامات کا
تلیہ ہو جائے تو کیا عقلمند واقعی خدا کو چھوڑ کر نمرود و شداد کو خدا۔ انبیا کے
سوا غیروںکو نبی بنا لینگے آل رسول معصوم ذات کو چھوڑ کر خود ساختہ خلیفوںکو
اپنا خلیفہ مان لینگے۔

یہ منظر تو علیؑ کی ولادت کا پیش کیا ہے کہ جسکے لئے عیسیٰ کی ولادت
صدیوں پہلے روکدی گئی۔ اب اسکے بعد امامت کے اختتامی دور سے
اولاد علی کے بارہویں امام مہدیؑ کے ظہور کا منظر پیش کر کے بحکم خدا پھر
حضرت عیسیٰؑ کو چوتھے آسمان سے اُتار کر پہلے امام مہدیؑ کے ہاتھ پر
بیعت پھر امام مہدیؑ کے آگے امامت اور انکے پیچھے نبوت عیسیٰ کی اقتدا
دکھاتے ہیں بقول شاعر:۔ ہم نے اے حضرت موسیٰ ابھی دیکھا کیا ہے۔
خاندان رسول آئمہ اثنا عشر میں بارھویں امام حضرت مہدیؑ کے ظہور
کی اُنکے دیدار کی انکے زمانہ میں اٹھنے کی زیادہ تر معتقد مسلمان برابر تمنا کرتے

اور علامتیں انکے ظہور کی لکھتے چلے آرہے ہیں اور انبیائے اولوالعزم میں حضرت عیسیٰ
بھی تو فلاک چہارم پر اُسوقت تک زندہ رہیں گے لیکن انکے اترنے یا دیدار سے
مشرف ہونے کی تمنا اور خوشیاں نہیں منائی جاتیں نہ انکے اترنے کی علامتیں
جدا نامزد ہیں بجز حضرت مہدیؑ کے کہ انکے ظہور کی علامتیں اور ایک دین
مہدوی پھیلانے کی خبریں دجال و دیگر کفار کو قتل کرنے جبرئیل وغیرہ
ہزاروں ملائکہ انکے ہمراہ جلو میں رہنے حضرت عیسیٰ کے چوتھے آسمان سے
اُترکر امام مہدیؑ سے دست بیع ہو کر انکے پیچھے نماز پڑھنے کی روایتیں رسول سے
لیکر ابتک سنّی و شیعہ کتابوں میں چلی آرہی ہیں اور تا قیامت یونہیں چلی جائینگی۔
اب یہاں پر پیش پروردگار حضرت عیسیٰ کے مقابل بارھویں امام کی فضیلت
امامت کو خوب غور کیا تھا اندازیے۔ اور عیسیٰؑ کے بغیر چون و چرا کئے حضرت مہدیؑ
کے پیچھے نماز پڑھکر ماموم اور تابع ہونے کو خوب پرکھ لیجئے آئمہ اثنا عشر کے
مراتب و فضائل کا ذکر انبیا کے مقابلہ میں جسقدر چاہیئے خوب کیجئے لیکن
اپنے ہاتھوں کے بنائے ہوؤں غیر معصوم غیر قابل ذاتوں کیساتھ کسی معصوم
آل رسول کا ذکر کرنا گویا خدا و رسول کے انتظام و انتخاب نیابت و اغراض
رسالت کو باطل کرکے انکی سراسر توہین کرنا اور بلا وجہ اپنے اسلام اور ایمان
کو جان بوجھ کر برباد کرنا ہے۔

علمائے اہلسنت امام فخر الدین رازی کی رائے

اور کثیر تعداد دیگر علما کی فضائل علیؑ میں بیجد روایتیں

علیؑ انبیائے اولوالعزم کا منظر ہیں

فرمایا رسول اللہ نے کہ جو کوئی شخص علم میں حضرت آدمؑ کو فہم میں حضرت نوحؑ کو حلم میں حضرت ابراہیمؑ کو زہد میں حضرت یحییٰؑ کو ہیبت جلالت میں حضرت موسیٰؑ کو اور عبادت میں عیسیٰؑ کو دیکھنا چاہے وہ علی بن طالب کے فقط چہرہ کی زیارت کرلے۔ اخرجہ احمد وابوالخیر والبیہقی فی فضائل الصحابہ اسکے بعد لکھا ہے کہ امام فخر الدین رازی اس حدیث کی بابت اپنی یہ رائے ظاہر کرتے ہیں "کہ اس حدیث سے مذکورہ بالا صفات انبیا کے ساتھ علی کی مساوات ثابت ہوگئی تو پھر کوئی شک نہیں ہے کہ یہ انبیا جبکہ تمام صحابہ سے افضل ہیں اور علی انبیا کے مراتب میں مساوی تو ماننا پڑیگا کہ جمیع صحابہ سے علیؑ بھی افضل ثابت ہوئے (سوانح عمری مولوی عبید اللہ امرتسری صہ ۵۲۲)

علی معجز نما دستش علی مشکلکشا دستش   علی دست خدا دستش ید اللہ اسمے از اسما

مذکورہ حدیث تشبیہہ کو امام حنبل امام حاکم۔ ابن مغازلی وغیرہ بہت سے محدثین نے لکھا ہے اور چھ راوی ہیں خود حضرت علیؑ۔ ابن عباسؓ۔ انسؓ۔ ابوہریرہؓ ابوسعید خدری۔ ابی الحمیرا۔

اسمائے اہلبیت اسمائے الٰہی ہیں خدا نے اپنے ناموں سے مشتق کرکے رکھے

امام ابوالقاسم عبدالکریم رافعی۔ ابراہیم حموینیؒ نے حضرت غوث اعظم

شیخ عبدالقادر جیلانی سے روایت کی ہے سوانح عمری حضرت علیؑ عبید اللہ
امرتسری صفحہ ۵۳۶ سے صفحہ ۵۳۰ تک مفصل روایات درج ہیں۔ حضرت ابوہریرہؓ
سے روایت کیا ہے کہ انھوں نے جناب رسول صلعم کو فرماتے سُنا کہ جب حق تعالےٰ
نے حضرت آدمؑ کو پیدا کیا اور انکے جسم میں روح پھونکی حضرت آدم نے عرش
کے دہنی طرف دیکھا پانچ تن کا نور رکوع و سجود کر رہا ہے عرض کیا پروردگار
مجھ سے پہلے بھی کسی کو پیدا کیا ہے رب العزت نے فرمایا نہیں آدم نے عرض کیا
پس یہ کون ہیں خدا نے فرمایا یہ تیری اولاد میں سے پانچ تن ہیں اور جس میں نے
تجھے پیدا کیا ہے یہ اُس سے نہیں ہیں انکے لیے میں نے اپنے ناموں میں سے پانچ نام
مشتق کیے ہیں اگر یہ نہ ہوتے تو میں کچھ نہ پیدا کرتا پس میں محمود ہوں اور یہ محمدؐ ہے
اور میں عالی ہوں اور یہ علیؑ ہے میں فاطر ہوں اور یہ فاطمہؑ ہے میں احسان
ہوں یہ حسنؑ ہے میں محسن ہوں یہ حسینؑ ہے مجھے اپنی عزت کی قسم ہے اگر کوئی
ذرا بھی انکا بغض لیکر میرے پاس آئیگا تو میں اُسکو دوزخ میں ڈالونگا اے
آدم یہ میرے برگزیدہ ہیں میں انکی وجہ سے بہت لوگوں کو نجات دونگا اور
بہت کو ہلاک کرونگا جب تجھے کوئی حاجت پیش آیا کرے تو انکی ذات کیتا
میری جناب میں وسیلہ پکڑا کر الخ سوانح عمری میں بہت سی حدیثیں اس مضمون
کی ہیں کہ جناب محمد صلعم اور حضرت علی علیہ السلام ایک نور سے ہوئے ہیں اور
عبقات الانوار کی پوری ضخیم جلد اسی بحث سے لبریز ہے ناظرین اس درجہ
علیہ علوی کو ملاحظہ فرمائیں۔

قاضی عیاض [illegible]

شب معراج عرش پر گیا تو ساق عرش پر یہ کلمہ لکھا دیکھا لا الٰہ الا اللہ محمد الرسول اللہ۔ وایدتہ بعلی مدد کی خدا نے رسول کی علی سے اسکے سوا از عالم الست تین انبیا سے اقرار ولایت و امارت علیؑ کا ثبوت آخر میں دیا گیا

دُنیا میں علیؑ کی خلافت الٰہیہ کا ابتدائے دعوائے رسالت سے بندوبست

پانچ حکم خدا کی جانب سے علی کی خلافت کے بارے میں رسول پر آئے۔

تفسیر معالم التنزیل بغوی تفسیر خازن بغدادی دلائل النبوۃ بیہقی۔ جمع الجوامع علامہ سیوطی۔ کنز العمال علاء الدین علی متقی۔ تاریخ ابوالفدا تاریخ الرسل والملوک ابن جریر طبری۔

حکم اول ابتدائے زمانہ رسالت میں یہ وانذر عشیرتک الاقربین اے رسول اپنے اقربا کو ڈرا۔ رسول نے بنی ہاشم کو جمع کر کے علی کو اپنا خلیفہ اور وزیر مقرر کیا تو کفار نے بطور مضحکہ حضرت ابوطالب سے کہا کہ اب تمہارا بیٹا تم پر حاکم بنایا گیا ہے (تاریخ ابن اثیر کامل جزرمی صـــ ۲۲ جلد دوم) انکے علاوہ دیگر کتب حدیث میں بھی ہے۔

حکم دوم آیت پارہ ۱۲ ہود رکوع ۲ میں خدا کی طرف سے شکایت پہنچی فلعلک تارک بعض ما یوحی الیک الخ یعنے شاید کہ تو چھوڑنیوالا ہے بعض شے کو جو تمھاری طرف وحی کیجاتی ہے۔ آخر آیت وکیل تک تفسیر عیدستی میں زید ابن ارقم سے اس آیت کے شان نزول میں یہ ہے کہ بروز عرفہ بوقت شام جبرئیل حکم ولایت علیؑ رسول پر لیکر آئے۔ آپنے فرمایا کہ کفار میری نبوت پر کسقدر معاندتیں

دیتے ہیں۔ پھر علی کی خلافت کا اقرار کیسے کرینگے۔

حکم سوم | جبکہ رسولؐ بغرض حج آخر داخل مکہ معظمہ ہوئے اور سورۃ والفتح اذا جاء نصر اللہ آیا فرمایا کہ مجکو موت کی خبر دی گئی ہے آج مسجد خیف میں عام نماز جماعت ہوگی۔ آپنے وہاں خطبہ بلیغ پڑھا جسمیں حضرت علی کی خلافت کا حکم دیا اور انکی اولاد کے خلیفہ ہونے کو بیان کیا۔ جسے سُنکر اکثر مسلمان بیچین ہوگئے جنکی حالت کو جناب عائشہ نے بیان کیا ہے۔ کہ رسول چوتھی یا پانچویں ذیحجہ کو مکہ میں بحالت غضب میرے پاس تشریف لائے میں نے عرض کیا آپ کو کس نے غضبناک کیا خدا اُسکو جہنم واصل کرے آپنے فرمایا کہ ہم آدمیونکو ایک امر کا حکم دیتے ہیں اور وہ اسمیں تردد کرتے ہیں۔

حضرت عائشہ کی روایت کی شرح امام نووی نے صفہ ۳۹۰ میں یوں لکھی ہے کہ حضرت کے غصہ ہونے کی وجہ یہ تھی کہ شرع کی ہتک ہو رہی تھی اور صحابہ حضرت کے حکم کے قبول کرنے میں دیر کرتے تھے حالانکہ خدا کلام مجید میں فرماتا ہے فلا وربک لا یومنون حتی یحکموک فیما شجر بینھم ثم لا یجدوا فی انفسھم حرجا مما قضیت ویسلموا تسلیما ٥ پھر ارشاد خدا ہے

پارہ ۵ و نساء رکوع ۱۱ — ویقولون طاعۃ فاذا برزوا من عندک بیّت طائفۃ منھم غیر الذی تقول واللہ یکتب یبیّتون فاعرض عنھم وتوکل علی اللہ وکفی باللہ وکیلا ٥ یعنے وہ (صحابہ وغیرہ) مُنہ سے تو اطاعت کا اقرار کرتے ہیں اور جب تمھارے پاس سے باہر چلے جاتے ہیں تو جو کچھ تم کہدیتے ہو اُسکے خلاف ایک گروہ رات کو مشورہ کرتا ہے اور

اُسکو خدا لکھتا ہے جو کہ وہ مشورہ کرتے ہیں پس ان سے رو گردانی کر اور خدا پر بھروسہ رکھ وہی کافی کارساز ہے۔

یہانتک کہ چار آدمی علیحدہ ہو کر خانہ کعبہ میں گئے اور وہاں عہد نامہ لکھا گیا کہ اگر یہ مارا جاے تو خلافت اسکے خاندان میں ہرگز نہ جانے پائے اسکی خبر خدا نے اپنے رسول کو اس آیت سے دی ۲۵۔ زخرف ع ۷ اَمْ اَبْرَمُوْٓا اَمْرًا فَاِنَّا مُبْرِمُوْنَ ۝ اَمْ یَحْسَبُوْنَ اَنَّا لَا نَسْمَعُ سِرَّھُمْ وَنَجْوٰھُمْ بَلٰی وَرُسُلُنَا لَدَیْھِمْ یَکْتُبُوْنَ ۝ کیا انھوں نے کسی کام کا پختہ ارادہ کر لیا ہے تو ہم نے بھی پختہ ٹھان لیا ہے۔ کیا وہ سمجھتے ہیں کہ ہم انکے بھیدوں اور خفیہ مشوروں کو نہیں جانتے سنتے۔ بلکہ ہمارے فرشتے پاس جا کر لکھتے ہیں پھر امر خلافت علی میں ان بیہودہ مشورہ کرنیوالونکے ایمان کی حقیقت خدا نے سورہ محمدؐ کی مبارک آیت سے واضح کر دی آیت محمد ع اِنَّ الَّذِیْنَ ارْتَدُّوْا عَلٰٓی اَدْبَارِھِمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا تَبَیَّنَ لَھُمُ الْھُدَی۔ الشَّیْطٰنُ سَوَّلَ لَھُمْ ۝ بیشک (جو لوگ اپنی پچھلے پیروں (کفر) پر پھر گئے بعد ہدایت پانے کے) شیطان نے انکو فریب دیا ہے۔

حکم چہارم | سورہ پارہ عم میں یہ آیت فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ ۝ وَاِلٰی رَبِّکَ فَارْغَبْ ۝ یعنے اے رسول جبکہ دیگر کار منصبی حج سے فارغ ہو جاؤ تو (امر خلافت علیؑ کو) قائم کر دو۔ اور اپنے خدا کیطرف راغب ہو واپس ہو

ابو جمیلہ نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور ابو حاتم رازی نے اپنے مقام پر اور مفاتیح المطالب اور مودۃ القربےٰ میں خلاصہ تحریر ہے۔ رسولؐ نے مصلحتاً

زمانہ کی ناموافقت سے خانہ کعبہ میں حج کے موقع پر توقف کیا۔ کعبہ سے کوچ کرکے جبکہ مقام غدیر خم پر پہنچے اور خدا کو بمقابلہ خلقت اتمام حجت کرنا تھا اسلئے وہاں رسول پر جبرئیل حکم سخت آیۂ بلغ لیکر نازل ہوئے۔ جوکہ پارہ چھٹے سورہ مائدہ کے پانچویں رکوع میں یہ ہے۔

حکم تحکم | یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک یعنے اے رسول جو کچھ حکم (بابت خلافت علیؑ) تم پر نازل کیا جاتا ہے اُسکو اُمت تک پہنچادو۔ اگر تم نے نہ پہنچایا تو گویا کوئی کام تم نے رسالت کا نہیں کیا۔ اگر تم کو لوگوں سے خوف ہے تو خدا انکے شر سے تم کو بچائیگا۔

اس آیت کے متعلق چند علماے اہل تسنن کی تفاسیر کا ثبوت دیا جاتا ہے

تفسیر درمنثور میں علامہ سیوطی ابن حاتم ابن مردویہ ابن عساکر۔ اور ابی سعید خدری سے روایت کرتے ہیں کہ یہ آیت بروز غدیر خم نازل ہوئی اور ابن مسعود بیان کرتے ہیں کہ ہم زمانہ رسول میں اس آیت کے لفظ من ربک کے بعد ان علیاً مولی المؤمنین بھی پڑھکر پھر آگے وان لم تفعل سے آخر آیت تک پڑھا کرتے تھے۔

تفسیر مجمع البیان میں ثعلبی اور خشکانی وغیرہ اہلسنت مفسرین نے واقعہ یوم غدیر خم کو پوری طرح لکھا ہے اور کتاب ریاض النضرہ فی مناقب العشرہ کے صفحہ ۲۱۷ جلد دو۲ میں طبری علیہ الرحمہ ذکر نعمۃ ایاً ھبیدہ عبد الاعلی ابن عدی نہروانی۔ ان رسول اللہ دعا علیاً یوم غدیر خم

عدی نہروانی راوی ہے کہ حضرت نے جناب امیرؑ کو بروز غدیر خم بلا کر اپنے ہاتھ سے عمامہ باندھا ایک حصہ اُسکا پیچھے کیجانب چھوڑ دیا اور کجاووں کے منبر پر جا کر بعد حمد و ثنا آپنے الست اولی بانفسکم مطابق آیت النبی اولی بالمومنین من انفسہم حاضرین سے خطاب کیا اور تین بار سب کا اقرار لیا اور خدا کو گواہ بنا کر علی کو اسقدر بلند کر کے کہ سفیدی بغل مبارک ظاہر ہوگئی ارشاد کیا کہ مَنْ کُنْتُ مولاہ فعلی مولاہ کہکر پھر دعا علیؑ کے دوستوں کو اور بد دعا علیؑ کے مخالفوں کو دی۔ اس واقعہ کی متواتر روایات کی تصدیق علامہ ابن حجر مکی نے اپنی کتاب صواعق محرقہ میں اسطرح کی ہے کہ حدیث رسول من کنت مولاہ صحیح ہے جسمیں کوئی شک نہیں ہے جسکو علما کی ایک جماعت مثل ترمذی امام نسائی اور احمد بن حنبل نے اور بہت سے طریقہ روایات کیساتھ بیان کیا اور ۱۶ عدد صحابیوں نے روایت کیا ہے بلکہ روایت امام احمد سے تیس ۳۰ صحابہ کی تعداد راویوں کی بتائی ہے۔

اول حضرت عمر بن خطاب کا قول | بروز خلافت غدیر خم علیؑ سے بیعت کرتے وقت

بخ بخ لک یا علی اصبحت مولای و مولیٰ مومن و مومنہ مبارک ہو کہ تم میرے اور کل مومن اور مومنہ کے مولا ہو گئے مودۃ القربیٰ میں صفحہ ۱۷ میں علی بن شہاب الدین ہمدانی نے حضرت عمر بن خطاب سے روایت کیا ہے کہ جبکہ رسول نے من کنت مولاہ فعلی مولاہ فرما کر خدا کو گواہ کیا کہ یہ لوگ سب اقرار خلافت کر رہے ہیں تو اُسوقت میرے پہلو میں ایک جوان خوبصورت خوشبودار نے مجھ سے کہا کہ اے عمر خدا نے خلافت علیؑ کی گرہ ایسی لگائی ہے کہ سوائے منافق کے

کوئی مومن اسے نہ کھولے گا نہ توڑیگا۔ اے عمرؓ تو خدا سے ڈرنا اور اس عہد کو نہ توڑنا
وہ جوان حضرت جبرئیل تھے جنھوں نے عمرؓ کو آیندہ فتنوں سے ڈرایا تھا۔

سرزمین کعبہ اور ارض کربلا

از سید نواب علی صاحب سندیلوی ضلع ہردوئی

فخر جب کرنے لگی دنیا میں کعبہ کی زمیں — مجھسے بڑھکر مرتبہ میں دوسرا کوئی نہیں
مرکزِ عالم ہوں کعبہ کی ہوئی مجھ پر بنا — اہل عالم کے لئے میں بن گئی قبلہ نما
اپنے ہاتھوں سے بنایا ہے خلیل اللہ نے — وہ مکاں گھر اپنا بتلایا جسے اللہ نے
طاعت رب کا ہوا دنیا میں مجھ پر امتحاں — ذبح اسمٰعیل کا موجود ہے مجھ پہ نشاں
اس تفاخر پہ ہوا یہ حکم رب العالمین — مرتبہ میں تجھ سے بڑھکر اور بھی ہے اک زمیں
نام ہے اُس سرزمیں کا نینوا اور کربلا — طے ہوا میری خدائی کا جہاں پر مرحلا
مرکزِ عالم ہے تو گھر پہ مرے تجھکو ہے ناز — دیکھ میری ذات ہر اک خیر سے ہے بے نیاز
تجھ پہ بے شک خانۂ کعبہ کے بانی ہیں خلیل — کربلا کی خاک لیکن تجھ سے زائد ہے جلیل
جسمیں غلطاں ہو گیا ہے خون سبط مصطفٰے — جس پہ خنجر سے کٹا دلبند زہرا کا گلا
ایک ہی دن میں بہتر ہو گئیں قربانیاں — سرزمین کربلا پہ جسکے قائم ہیں نشاں
سو رہے ہیں کربلا میں فدیۂ راہ خدا — خون میں ڈوبے ہوئے سر بھی تنوں سے ہیں جدا
اب زمین کربلا ہے اصل میں قربان گاہ — اور بھی خلد بریں کی بن گئی آسان راہ
ارض کعبہ سے بھی جب ثابت ہوئی بہتر بغیر — کربلا کی پھر نہیں دنیا میں اب کوئی نظیر

حصہ دوم

مقصود خدا مراد کعبہ
معرفت اہلبیت کعبہ و اہل قبلہ

کعبہ کے بنانے اہلبیت کعبہ کے ہادی ہونیکی وجہ

قرآن میں پ ۴ - عمران ع ۱۰ - آیہ ۹۶ اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِی بِبَکَّۃَ مُبٰرَکًا وَّ ھُدًی لِّلْعٰلَمِیْنَ ۝ فِیْہِ اٰیٰتٌۢ بَیِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرٰھِیْمَ ۚ یہ تو سب مسلمانوں کو دیکھنے اور سننے سے معلوم ہے کہ قرآن خود ہی تاریخ بتاتا ہے کہ لوگوں کی دعائیں تمنائیں پوری کرنے لیے ہم نے پہلا گھر جائے امن و عافیت دنیا میں بکہ و مکہ مبارکہ قرار دیا ہے جو کہ ہدایت ہے تمام جہان کے لوگوں کے لیے لہذا کعبہ شریف زمین کا پہلا وہ نقطہ اور مرکز ہدایت ہے کہ جہاں سے زمین اپنی چاروں طرف پھیلی یا کہ پہلا وہ مقام ہے کہ جہاں سنگ بنیاد ہدایت رکھا گیا ہے اور اس مرکز کو تمام دنیا کی ماحول و حوالی کا مقصد و مراد اور مرجع خلائق قرار دیدیا۔

اتنی موٹی اور کھلی بات تو سب کو معلوم ہو گئی کہ کعبہ اس زمین کی ناف ہے بیچ میں ہے اور گول دائرہ کا بیچ وہ نقطہ مرکز ہدایت ہے کہ جس پر چار دانگ عالم کے دل کی مرادوں اور چشموں کی تمناؤں کے خطوط کھنچتے اور سمٹتے ہیں اور سراپا ہدایت ہے۔

پس یہاں پر مختصر توضیح سے یہ دیکھنا اور دکھانا ضروری ہے کہ کعبہ کو مجازاً اسلئے ہدایت کہا ہے کہ اس شہر کی نسل حضرت ابراہیمؑ و اسمعیلؑ جیسے

مقدس قدرتی معماروں کا اور معبود کی پاک ذات کا تصور پنج وقتہ کر لیا کریں اور

اوقات مقررہ عبادت میں کعبہ سبب ذکر و تصور الٰہی ہو جائے۔

لیکن حقیقتاً مراد اُس سے وہ اہلبیت کعبہ ہیں کہ جو واقعاً ہر شخص حسب منشا

اسکے ملکی آب و ہوا کی نشو و نما اور رسم و رواج اور زبان کی ضرورت کے موافق بحکم

خدا ہر صورت ہدایت کرنے پر قادر ہو سکتے ہیں اک زمین کا بیجان ٹکڑا یا اُسکی عمارت

بغیر حکم خدا انسان کیطرح بغیر ضرورت معجزہ خود بول کر تو ہدایت نہیں کر سکتی۔ اور

وہ اپنی جگہ سے دوسری جگہ ہٹ نہیں سکتی۔ تو ہر وقت وہ ہر اک کے لئے ہادی بھی نہیں

بن سکتی۔ اور اگر خدا ہر شخص کی زبان اور سوال کے حسب ضرورت کعبہ کو جوابات

الٰہی ارگن قدرتی گراموفون بنا دیتا۔ تو ہر معمولی بات روزانہ ہفتہ یا مہینہ میں پوچھنے

کی غرض سے صرف کثیر کر کے ہر اک کو کعبہ جانا دوبھر اور تکلیف مالا یطاق ہو جاتا

لہذا کعبہ کے اہل حسب دعائے ابراہیمؑ انکی نسل سے محمدؐ و آل محمدؐ ہادی و حاجت روا

خلق قرار پائے جنکی معرفت اور محبت و اطاعت ہر مسلمان پر واجب ہوئی۔

پہلے سب انبیا کا قبلہ بیت المقدس تھا اور ابتدائے اسلام میں رسول مقبولؐ

بھی اسی طرف نماز پڑھتے تھے یہانتک کہ آپنے مدینہ جا کر ڈیڑھ برس کے قریب اُسی کیطرف

نماز ادا کی۔ پھر خدا نے کعبہ کی جانب رُخ کر کے عبادت کا حکم دیا جس پر یہود اعتراض

کرنے لگے تو خدا نے آیہ سَيَقُولُ السُّفَهَاءُ میں رسولؐ کیطرف سے قُل لِّلّٰهِ

الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ کہکر کفار کو جواب دلوا دیا کہ ان سے کہدو کہ خدا ہی کا

مشرق بھی ہے اور مغرب بھی وہ جدھر چاہے رُخ کر کے عبادت کا حکم دے۔

خدا کے ارادہ علم میں اصل قبلہ تو کعبہ ہی ہے بیت المقدس کو بمصلحت

عارضی طور سے قبلہ قرار دیدیا تھا اور اب علانیہ رسُول کے زمانہ سے بیت المقدس

کی جگہ کعبہ کو مستقل طور سے اسلئے قبلہ بنادیا ہے تاکہ ہم دیکھیں کہ اس تبدیلی پر

رسُول کی کون اطاعت کرتا ہے کون سچا ہے کون حالت شک میں ہے کس پر یہ حکم

شاق گذرتا ہے۔ پھر اس آیہ کے بعد فرماتا ہے کہ

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ

(اور جسطرح تمھارے قبلہ کے بارے میں ہدایت کی) اسیطرح تمکو اُمتِ عادل بنایا تاکہ تم گواہ ہو

عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا

غیر لوگوں کے مقابل میں اور خود رسُول تمھارے مقابلہ میں گواہ بنیں۔

سُلیم بن قیس سے روایت ہے کہ حضرت علیؑ نے فرمایا کہ اس آیت میں اُمت وسط

سے مراد ہم لوگ ہیں کہ ہم خدا اور باقی تمام لوگوں کے درمیان عادل حجت اور گواہ

خدا ہیں زمین پر اور خدا معہ رسُول کے ہماری امامت خلافت اور حجتِ عادل ہونے کا

گواہ ہے۔ (دیکھو شواہد التنزیل از حاکم ابوالقاسم)

کعبہ میں دیگر انبیاء رسول اور آئمہ کے نہ پیدا ہونے
فقط حضرت علیؑ کے پیدا ہونیکی وجہ

خدا اپنے کار خاص کے لئے جن بندوں کو

چن لیتا ہے جیسا ان سے اہم کام لیتا ہے

ویسے ہی انہیں نورانی مادے دیتا اور

بحسب ضرورت معجزنما صفات و علامات بخشتا ویسے ہی انکے لئے کم و بیش انتظام اور

تزک و احتشام کرتا ہے۔ اب یہ مالک اور خود قادر مختار کی مرضی ہے کہ جو خوبی جسے

چاہے عطا کردے جس پر کسی دوسرے کو لب کشائی کی مجال نہیں ہو سکتی۔ چنانچہ

خدا اپنی عالمین اول مخلوق نور محمدی کو (جسمیں انوار مقدسہ علیؑ و فاطمہؑ حسنؑ حسینؑ وغیرہ

آپ (معصوم شریک تھے) اپنے قول لولاک لما خلقت الافلاک کا مخاطب

بنا کر باعث ایجاد عالم اور مقصود و مراد خدا کرکے اپنی عبادت کی زیب زینت کرچکا

اپنی قدرتی صفات کا نمونہ جملہ معجزات و کرامات شفاعت و نجات بہشت و دوزخ و

نہر کوثر کا مالک و مختار محشر قرار دیچکا ہے جس بنا پر وہ دنیا کی تمام لذتوں اور شہرت

و ناموری حاصل کرنیوالی جملہ خواہشوں سے مستغنی ہو گئے اور انکے دلوں میں کسی شے

کی آرزو تمنا بھی باقی نہیں رہی۔

پس جو خوبیاں دنیا کے سامنے ہر اک نور محمدی کی جدا صورتوں میں ظاہر ہونے پر

انکے واقعات سے خاص ہوتی نظر آتی ہیں اور کسی میں کم کسی میں زیادہ پائی جاتی

ہیں۔ انکی کمی و بیشی دیکھکر انکے مراتب میں کمی بیشی کا اندازہ یا کسی کی منقصت اور

افضلیت کا تصور نہ کرنا چاہیئے۔

پنجتن کے انوار مقدسہ میں رسول کا نور اصل ہے مقدم ہے باقی انوار علیؑ

و فاطمہؑ حسنؑ و حسینؑ شجر نور کے تنہ اور شاخیں ہیں بجز ظاہری فرق نبوت و امامت

یہ پنجتن اور بارھویں امام تک باقی آئمہ اپنی ذات و صفات کے اعتبار سے واحد اور

آپس میں بہر صورت محمد متحد ہیں۔ اپنی خاص خاص خوبیوں میں جو جو فرد ہیں اپنے

اپنے جدا واقعات سے ممتاز ہیں اور بعض کے ساتھ ویسے واقعات ہی پیش نہیں آئے

کہ جو وہ بھی اپنے دیگر ممتاز بزرگوں یا کہ خوردوں کیطرح خود بھی انکی طرح ممتاز نظر

آتے جن پر ممتاز نہ ہونے سے نہ وہ خود حصول کی تمنا کرتے نہ اپنے خوردوں یا

بزرگوں پر حسد کرتے ہیں۔ بلکہ ہر بزرگ کے اوصاف انکے خوردوں کے لئے باعث فخر

ہیں اور چھوٹوں کی خوبیاں بڑوں کے لئے سبب فخر و ناز ہوتی ہیں پس علیؑ و فاطمہؑ اور حسنینؑ

جیسے خود اپنے بزرگ رسول عربی پر فخر کرتے اور رسول ان پر فخر کیا کرتے۔

جس بنا پر چودہ معصوم میں صرف حضرت علیؑ کا خانہ کعبہ میں پیدا ہونا اور مسجد کوفہ میں بحالت سجدہ شہید ہونا رسول یا کہ دیگر آئمہ کے لئے باعث منقصت نہیں باعث فخر ہے گویا کہ وہ سب ہی کعبہ میں پیدا ہوئے اور ولادت کعبہ کے شرف و مراتب سے سب ہی فائز ہوئے اسی اتحاد نورانی کیوجہ سے حضرت مولانا شاہ عبد العزیز مرحوم دہلوی اور بعض دیگر علما کو صاف کہنا پڑ گیا کہ رسول کے مراتب میں لبظاہر ایک شہادت کی کمی خیال کیجاتی تھی سو وہ بھی اللہ تعالیٰ نے آپکو بیر مرتبہ حسنؑ اور حسینؑ کی شہادت سے عطا کر دیا اگر کوئی کہے کہ ایک جسم کی صفت سے بغیر وقوع دوسرا جسم کیسے متصف ہو گیا ہاں اتحاد نوری سے یہ سب باتیں ممکن ہیں اور اگر مثلاً خدا کے نزدیک رسول کی کعبہ میں ولادت اور مسجد میں شہادت نہونے سے فضیلت میں کمی ہوتی تو وہ ضرور علیؑ سے پہلے رسولؐ کو کعبہ میں پیدا کرتا اور دشمنان اسلام کے ذریعہ شہید بھی کرا دیتا۔

رسولؐ کے شہید نہونے اور کعبہ میں پیدا نہ کئے جانے اور علیؑ کو اور حسنؑ حسینؑ کو ان مراتب سے خاص کرنے کے وجوہ دوسری کتاب میں مفصل ذکر کر دیے ہیں۔

رسولؐ بت شکن قاتل مرحب و عنتر فاتح خیبر و خندق بدر و احد وغیرہ وغیرہ جملہ اوصاف سے علیؑ اور حسنؑ و حسینؑ لیکے ہی متصف ہو سکتے تھے لیکن انہیں کے نواسوں اور علیؑ و فاطمہؑ کو بھی کچھ مخصوص فضائل سے ممتاز کرنا تھا سو وہ ممتاز کئے گئے۔

خدا نے اپنے کل مقدس انبیاء و اولیاء کے لئے کعبہ میں یا دیگر عبادت خانوں میں پیدا کرنا یا وفات دلانا علامت شرائط نبوت نہیں قرار دیا بجز عبادت باقی جملہ تولد

عبادت خانوں کو مبرا رکھا۔ جس وجہ سے مادر حضرت عیسےٰ جناب مریم کو (باوجودیکہ وہ خود معصومہ تھیں بیت المقدس کی بڑی خدمتگذار بی تھیں وہیں رہتی تھیں) بیت المقدس کے اندر جننے کا اچھا موقع بلا طلب اجازت ہاتھ آیا تھا سو عین دردزہ کے وقت جبکہ وہاں جننے کا ارادہ کیا خدا نے فوراً ندائے غیبی سے روکدیا کہ یہ عبادت خانہ ہے زچہ خانہ نہیں باہر جاکر جنگل میں جنو۔ اپنے اک اولوالعزم بغیر باپ کے نطفہ کے نبی روح خدا کو وہاں پیدا ہونا گوارا نہیں کیا اور مادر علیؑ کے لیے کعبہ کو تا قیامت علیؑ کا زچہ خانہ مشہور کرانے دنیاوی لوگوں کی جملہ اعتراضوں انگشت نمائیوں کو سب گوارا کرلیا۔

یہ جملہ باتیں مسلمانوں کو اس بات کا سبق عبرت سکھانے کے لیے تھیں کہ کعبہ جیسی مقدس جائے عبادت میں بحکم خدا وہی پیدا ہو سکتا ہے کہ جو بجز رسول تمام انبیا و ملائکہ سے افضل جملہ عیوب و کثافات سے پاکیزہ طاہر و مطہر اور سراپا نور علی نور ہو مظہر شان خدا اور ہم ذات و صفات رسول ہو وہی مقصود خدا و چراغ کعبہ مراد دعائے ابراہیم و منشائے خلافت رسول ہو گا۔

خدا کے محبوب عالین مخلوق کی محبت و معرفت کا اہتمام

ہدایت اور تبلیغ کی دو صورتیں۔ عام اور خاص

پہلی صورت عام | تمام انبیا کے لئے یہ کہ اقرار وحدانیت خدا و نبوت مصطفیٰ اور ولایت مرتضےٰ علیؑ دلمیں لئے ہوئے لوگوں سے مخلوقات پرستی چھوڑا کر انہیں معرفت خدا و انبیا و ملائکہ اور صحف۔ بہشت و دوزخ اور قیامت کا اعتقاد پھیلانا۔ عبادت خدا کیطرف مائل کرنا یہ صورت تبلیغ کی تمام انبیا کے لئے انکے وقت

مقرر ہونے کے لحاظ سے محدود تھی۔

دوسری صورت خاص | فقط برائے حبیب کبریا جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم یہ ہے کہ

آپکی تبلیغ کے دو حصے تھے پہلا وہی پرانا انبیا کا طریقہ ہدایت یعنے کفار کا کفر توڑ کر انکو مذکورہ عقائد کی تعلیم دینا۔

یہ پہلا امر بھی آپ جیسے سلسلۂ نبوت کو جلد ختم کرنیوالے کے لئے بڑا مشکل معاملہ تھا۔ پہلے انبیا کی طویل عمروں کے مقابل آپکی بیس بائیس سال تبلیغ کی کچھ بھی مقدار نہ تھی پھر اوپر سے دوہری تبلیغ یہ کہ مسلمانوں کو توحید و نبوت وغیرہ عام اعتقاد کے دائرہ میں لاکر ایمان کی مکمل منزل صراط مستقیم (یعنی معرفت اہلبیتؑ) پر پہونچا دینا یہ دوسری تبلیغ غیر لوگ کافروں کو چھوڑ کر خود اپنے مسلمانوں کو اکثر ناگوار ہو جاتی تھی۔

جن ہر دو قسم کی عام و خاص دوہری تبلیغ بجا لانیکے واسطے بلاشک رسول جیسے خاتم النبیین کے لئے دو چار صدیاں بھی ناکافی تھیں۔

لہذا وہ خلاق عالم اپنی مخفی حکمت اور مرضی کا ظہور نبوت و رسالت کے ذریعہ دنیا کو دکھا کر خود اپنے نبی کے قدیمی اجزائی نورانی علیؑ و فاطمہؑ حسنؑ حسینؑ سے امامت کے دور کو سب سے نرالی شان سے دیکھنے اور ایمان لانے والونکو انکا ایمان تاقیامت مکمل اور مرتضےٰ بنا کر دکھا دینے کو پسند کرتا ہے کہ نبوت کا وہ دور تھا جسکی وہ شان تھی اب امامت کی یہ شان او کچھ اور ہی عجیب و غریب منظر اہل بصیرت پر روشن کرے گی۔

جس انتظام پر مسلمانوں کو واقعاً بجز یہ دیا اور گردن جھکانے کے ذرا چون چرا

نکرنا چاہیے اور شیطان کی طرح نیا خدا نئے نبی اور نئے خلیفہ نہ بنا لینا چاہیے۔

چنانچہ ۱۸ ذیحجہ روز جشن غدیر سنہ ۱۰ھ سے بحکم خدا بذریعہ رسول جبرئیل امین علی کی صورت میں اطاعت وخلافت الٰہیہ کا آغاز ہوا۔ ایک لاکھ چند ہزار صحابہ اور حاجیوں نے رسول کے ذریعہ علیؑ کو خلیفہ بنا ہوا دیکھ کر بیعت و مبارکباد کا فرض ادا کیا پھر علیؑ و فاطمہؑ کی اولاد حسنؑ اور حسینؑ کی معصوم اولاد کا سلسلہ بارہویں امام مہدیؑ کے ظاہر ہونے اور انکی اور دیگر آئمہ کی تخت نشینی کے ختم ہونے تک (جب تک وہ عرصہ علم خدا میں ختم ہو) قیامت کے آنے سے پہلے ختم ہو جائے گا اور بہشت اور نجات آخرت اور ہول محشر اور صراط سے گذرنے کے بے انتہا فائدے پہونچائے گا۔

اہلبیت اور معرفت اہلبیت کی حقیقت اور غرض کیا ہے

(۱) یہ عام کیا خاص سب کے لئے بڑی نعمت باعث نزول رحمت اور سبب ایجاد عالم ہے

(۲) اقرار ولایت وخلافت علی مرتضیٰ انبیا کو نبوت حاصل کرنے اور اہلبیت [illegible] وظیفہ اکثر انبیا کے خطروں اور لغزشوں کے دافع ہونے کا باعث ہوا)

(۳) علی مرتضےٰ جیسے مصدق نو دس برس کے بچے کی تصدیق تک [illegible] کی نبوت بحکم خدا موقوف رکھی گئی خدا اور علی کی تصدیق باعث تقویت نبوت محمدی ہوئی۔

(۴) بموجب آیہ بَلِّغْ مَا اُنْزِلَ اِلَیْکَ خاتم الانبیا کی نبوت و رسالت کی ساری محنت ومشقت خدا کے نزدیک مقبول اور کارگر کب ہوئی فقط علیؑ کو اپنا خلیفہ

مقرر کردینے پر موقوف تھی۔

(۵) اسلام پاکہ محمد مصطفےٰ کی دکھوں سختیوں کا دفعیہ بحکم خدا نام لیا پکارنے کی رسول کو تعلیم سے علیؑ کی نصرت اور سایہ کیطرح رسول کی ہر وقت معیت اور فرمانبرداری پر منحصر تھا۔

(۶) قرآن پاک خاموش زبان کی حفاظت اور افہام تفہیم علیؑ اور معصوم اولاد علیؑ کی تفسیر اور گویائی پر موقوف اور تشنہ کام تھی۔

(۷) کعبہ کی بتوں سے طہارت علیؑ کے ہاتھوں رسولؐ کے کندہوں کے ذریعہ بت شکنی کرنے پر موقوف رکھی گئی۔

(۸) ملائکہ ارض وسموات کی حسب ضرورت سختیوں کا دفع کرنا جبرئیل جیسے امین مقرب کو معرفت خدا کی تعلیم دو اکر ہمہ وقت خدمتگزار بنا دیا علیؑ و فاطمہؑ حسنؑ حسینؑ کے خاطر تھا۔

(۹) زمین و آسمان کا بقا فقط اہلبیتؑ کے سلسلہ میں انکے متمم اور مقاصد خدا و اغراض جملہ اولیا بارھویں امام مہدیؑ نے ظاہر ہو کر معہ سب ائمہ کے سلطنت کرنے پر موقوف ہے

(۱۰) دنیا کا وجود اور آخرت کا ظہور انبیا اور صراط میزان بہشت دوزخ اور قیامت حساب کتاب ضرورت فقط معرفت محبت اور اطاعت محمدؐ وآل محمدؐ کی خاطر ہے اور بس باقی ہوس اللہ بس۔ بقول غالب ۔ سعدیا گر عشق کنی و جوانی ـ عشق محمدؐ و آل محمدؐ بس است

(۱۱) محمد وآل کی معرفت و اطاعت خدا تعالیٰ کی اطاعت و معرفت کا پیش خیمہ ہے

(۱۲) خدا کے ساتھ اہلبیت کی محبت و اطاعت کا نام اور نتیجہ بہشت اور بغض و عداوت و حقارت و غفلت کا نام اور نتیجہ دوزخ ہے۔

مختصر یہ کہ ادھر خدا نے معرفت اہلبیت کی خاطر اسقدر اہتمام تبلیغ کیا ادھر

اہلبیت نے خود کو نمونہ شان خدا بنا کر خدا کی معرفت کا حسب موقع مختلف صورتوں میں کر دکھایا مذکورہ باتوں کے مقابل اپنے مسلمان بھائیوں کی خوش اعتقادی پر افسوس ہے کہ وہ پھر بھی اہلبیت کے مقابل صحابہ بشمول معاویہ کو افضل اور انکی خلافت و اطاعت اور خودساختہ فضائل کو باعث نجات و تکمیل ایمان جانتے ہیں اور بارہ ائمہ کو خلیفہ رسول:

کار تبلیغ معرفتِ اہلبیت خاتم الانبیا کے کیوں سپرد ہوا؟

اسلئے کہ جب تک رسول اور انکے اہلبیتؑ کا قدم عالم ظاہر میں نہیں آیا تھا تو اُسوقت تک جملہ سابق انبیا اپنے دلمیں معرفت الٰہی اور محبت و ولایت پنجتن لئے اپنے فرض تبلیغ کو انجام دیتے اپنے رفع مصائب اور بوجہ ترک اولیٰ قبول توبہ کیخاطر تعلیم جبرئیل اسمائے پنجتن کا ورد کیا کرتے۔ انکی ثنا و صفت اور مصائب حسینؑ کا تصور اور تذکرہ کرنے سے آدم سے تا عیسیٰؑ مجالس حسینؑ کا سلسلہ جاری رکھکر کڑھ لیا کرتے انبیا کے حسب طرز عمل سے واقعات و آمد پنجتن کے چرچے سب کے زمانہ میں رہا کرتے۔ پس یہ جملہ انبیا و اولیا اللہ گویا فانوس و قنادیل نور محمدؐ و آل محمدؐ تھے کہ جو انکی ضو سے ہر زمانہ میں طالبین کو منور کرتے رہے یا اپنی فرض تبلیغ کے ساتھ آمد محمدؐ و آل محمدؐ کی پیشینگوئی کرنے سے مُخبر و نقیب سرکار محمدؐ یا کہ ہراول لشکر محمدؐ تھے مگر باعث ایجاد عالم مقصود و مراد خدا نہ تھے نہ انکے نور سے مخلوق ہوئے تھے جبکہ سرتاج دو عالم کا نور جملہ انبیا کی پشت سے نکلکر قالب بشری میں آیا تو ایک نبوی صورت محمدی میں جلوہ افروز ہوا تو دوسرا جامہ امامت پہنکر قرآن ناطق علیؑ کی صورت میں رونق افروز ہوا اور رفتہ رفتہ محبوب مقصود خدا کے ہزار ہا برسوں کے عبادت گذار ساتھی علیؑ کے بعد فاطمہؑ پھر حسنؑ اور حسینؑ اپنی اپنی قدرتی [illegible] قدرتی صورتوں میں زیب و زینت وہ کاشانۂ محمدی ہونے لگے۔

رسول پاک نے آکر اپنے مخبرین و نقبائے صادقین یعنے انبیاء و مرسلین سابقین
کے مبعوث ہونے اور انکے مخصوص کارناموں کے دفاتر ذیکر دم اور روزنامچوں کے
صحیح پانے کی زبانی تصدیق کی اور سلسلہ ختم نبوت کی سب پر مہریں لگا دیں ہزاروں
رسولوں کے سلسلہ نبوت کی تمہید کو اپنے بیس بائیس برس کے اندر جلد تمام کر کے
مقصود و مراد خدا و محبوب خدا کا دفتر امامت سطح زمین پر کھولدیا۔ خدا اور رسول کی
کی راہ مستقیم پر آنے اور مدینہ رسول میں داخل ہونے کے لئے ایک زبردست
دروازہ لگا کر محبت و ایمان کی ناپ تول کے لئے خم غدیر کے چوراہے پر ولایت
و خلافت علیؑ کا بڑا کانٹا لگا دیا کہ خدا و رسول پر ایمان لانے والے متوالو
اسلام پر قربان ہونیوالے ذرا ادھر آتے جاؤ ولایت و خلافت علی کے کانٹے
پر تلتے جاؤ اور پل صراط سے جلد گزر کر بلا خطر سیدھے بہشت میں پہونچ جاؤ
رسول نے فرائض تبلیغ ادا کرتے ہوئے حسب اقتضائے زمانہ اپنا اجر رسالت
طلب کرنے کے لئے یا اصول و ارکان اسلام میں محبت و اطاعت اہلبیت یا خلافت
و امامت آئمہ کا اضافہ اور بغرض سہولت فروعات میں کہیں تخفیف کہیں اضافہ
لگان کیا۔

اول مخلوق اور اصل و بزرگ خاندان ہونے کی بنا پر اپنی نورانی خلقت
اور فعل عبادت کے شریک ساتھیوں کی معرفت بجز آپکے یا خدا کے کہ جس نے
پیدا کیا اور کون دوسرا پہنچ سکتا تھا لہذا رسول نے بغرض اطاعت و محبت
جبرئیل کی وحی لانے پر فوراً اہلبیت کے فضائل و مناقب کو اہلبیتؑ کے ساتھ
اپنے اور خدا کے تقرب و اتحاد کو اپنے بعد علی و دیگر آئمہ کی اہلبیت خلافت

امامت کو اپنے اقوال سے انکے پرورش ناز برداری کے طرز عمل سے موجودہ صحابہ

جیسے مسلمانوں پر شب و روز برابر آشکار کیا - اہلبیت کے حق اور مخالفین کے

باطل میں تا قیامت قطعی کافی فیصلہ کردیا دن رات کی طرح ان میں جدائی

دکھا دی - جبکے دیکھنے اور سننے پر مسلمان مانیں یا نہ مانیں یہ انکا فعل ہوگا

خدا و رسول علیؑ کو خلیفہ بنا کر بری الذمہ ہو گئے -

ہاں دین کے معاملہ میں خدا نے جبر و سختی کبھی اپنے مخالفین کے بابت روا نہیں

رکھی تو محمدؐ و آل محمدؐ اپنے دشمنان خلافت کے مخالفین کے لئے دنیا میں کب مناسب

ہوگی - پہلی امتوں پر خدا کا عذاب نازل کرنا یا کہ امت محمدی میں کسی کو معذب

کردینا بغرض عبرت و نصیحت جدا مدح بات ہے بہتر حکما مذموم نہیں ہے

رسولؐ کا طرز عمل بابت معرفت اہلبیت

چنانچہ آپ نے مقصد اول معرفت خدا و تبلیغ رسالت کیا تھا

دوسری تبلیغ معرفت اہلبیت بھی بحکم خدا آیہ وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَکَ

الاقربین کے نازل ہونے پر اسطرح سے پہلے شروع کی کہ آپنے اپنے قبیلہ

عبدالمطلب کے چالیس با اثر مردوں کو مدعو کیا اور بقدر ایک آدمی کی خوراک (دودھ

بکری کی ایک ران کا گوشت اور چند روٹیوں) سے انکو سیر کیا جس عجیب و غریب معجزہ

کے بعد فرمایا کہ میں خدا کیطرف سے تمہارے لئے نبی مقرر کیا گیا ہوں کون ہے جو تم میں

خدا کے مقصد دین اسلام میں میری مدد کرے - اور میرا بھائی میرا وزیر اور خلیفہ

دنیا اور آخرت میں ہو جائے - جسکے جواب میں کسی نے وہاں دم نہیں مارا مگر

علیؑ نے رسولؐ کے ہر تین آواز کے مقابل کھڑے ہو کر لبیک لبیک یا رسول اللہ

فرمایا کہ تو ہی میرا بھائی اور وزیر اور خلیفہ ہے دنیا و آخرت میں۔ باقی جسقدر کہ قبیلہ عبدالمطلب کے چالیس مہمان تھے وہ سب یہ کہتے ہوئے اٹھے کہ دیکھتے ہو کہ محمدؐ نے ہم پر کیسا (معاذاللہ) جادو کیا ہے کہ ایک آدمی کی غذا سے چالیس آدمیوں کو سیر کیا اور وہ کھانا بدستور اتنا ہی بچا رہا۔ اور اپنے ساتھ لوگوں پر اپنے بھائی کو بھی خلیفہ اور سردار بنانا چاہتا ہے۔ اے ابو طالب تکو مبارک ہو کہ تمہارا بیٹا علیؑ بھی اب تمہارے اوپر سردار بنکر حکمرانی کریگا۔ ایک نہ شد دو شد۔

پھر اسکے علاوہ علیؑ کی عجیب غریب دنیا سے نرالی کعبہ کے اندر معجزنما ولادت کے واقعات سے انکی بت شکنی سے دیگر فضائل و مناقب اور حقوق خلافت کے ظاہر کرنے سے فاطمہؑ اور حسنؑ حسینؑ کے فضائل و مناقب اور انکی خاطر قدرتی معجزہ و علامات کو رسولؐ سے سُن سُنکر انکی خدمت دیکھکر پاس بیٹھنے والے بعض حضرات نے اُسوقت (جبکہ رسولؐ نے صبح کے وقت ستارہ گرنے سے پہلے یہ پیشینگوئی کی تھی کہ جسکے گھر پر یہ ستارہ گرے گا وہ میرا خلیفہ اور جانشین ہوگا تو وہ علیؑ و فاطمہؑ کے گھر پر اترا چند منٹ ٹھہرا پھر آسمان پر جا چڑھا) یہ صاف کہدیا کہ رسولؐ تو علیؑ و فاطمہؑ اور حسنؑ و حسینؑ کی محبت کے پیچھے ایسا گمراہ ہو گیا ہے کہ جو فضائل ہیں وہ سب انکے لیے جو قدرتی باتیں دکھاتا ہے وہ سب انھیں کے لئے ختم کرتا ہے جن خیالات کو باطل کرنے کے لئے خدا نے سورہ والنجم کی ابتدائی آیات نازل کرکے لوگوں کو تاقیامت آگاہ کر دیا کہ "قسم ہے اُس تارہ کی (جو کہ خلافت علیؑ کا پتہ و نشان بنکر علیؑ و فاطمہؑ کے گھر اترا ہے) یہ اور جملہ فضائل و مناقب اہلبیت کی باتیں رسولؐ کی زبانی یا کہ عمل سے تم دیکھتے سنتے ہو یہ سب ہمارے حکم اور منشاء

وحی سے بذریعہ ملک بزبانی رسول ظاہر ہوا کرتی ہیں اپنی خواہش نفسانی سے رسول کوئی بات نہیں کرسکتے۔

بحکم خدا بعد رسول تا قیامت اہلبیت حاکم و امیر اسلام محافظ شریعت کیوں مقرر ہوئے

عالم میں چند مشہور انبیا آدمؑ نوحؑ ابراہیمؑ عیسیٰؑ موسیٰؑ کے ناموں کیطرح پنجتن کا نام اور پانچوں کے نورانی ذات وصفات میں اتحاد اور انکا فیض خاص وعام مسلمانوں کے سوا غیر اقوام میں بھی اسلئے مشہور ہوچکا ہے کہ وہ درد ومصیبت میں افلاس وتنگدستی اور گداگری میں حاجت روائے خلق ثابت ہوئے میدان شجاعت وبہادری میں پہلوانوں اور دیگر جنگ میں حملہ کرنیوالے مسلمانوں کی زبانوں پر اللہ اکبر اور علیؑ علیؑ اور چھوٹے بڑے نکے گلے اور بازوں پر بغیر مذہب کی خصوصیت بغرض حفاظت ہر جگہ اسمائے پنجتن پاک نادعلیؑ کندہ کیا ہوا نظر آتا ہے۔ انکے سوا کسی ضرورت میں کسی وقت فطرتاً نہ قدرتاً کبھی صحابہ کرام حضرت ابابکر وعمر وعثمان ومعاویہ کا نام نماز تو نماز فاتحہ درود میں بھی نہیں لیا جاتا۔ ہاں دم چار یار کا نعرہ اک نامہذب فقرہ اکثر مردوں عورتوں کی زبان پر تو سننے پر آجاتا ہے لیکن شیعوں کے چھوٹے بڑوں کے زبانوں پر صحابہ کا نام انکا ذکر خیر اکثر ہوجایا کرتا ہے۔

معتبر اسلامی احادیث وتفاسیر سے اوپر ذکر ہوگیا کہ سب کے نزدیک نور محمدی ہے خدا نے لولاک لما خلقت الافلاک سے خطاب فرمایا ہے نور محمدی کے پانچ حصوں محمدؐ وعلیؑ وفاطمہؑ وحسنؑ وحسینؑ کے جدا نام وصورتوں کے اعتبار سے پنجتن نام بھی وجود نور محمدی کے زمانہ سے مشہور ہوا ہے اور دنیا میں آیہ مباہلہ

حدیث کساء اور آیہ تطہیر نے آل عبا خمسہ نجبا کا ثبوت دیا ہے پھر انوار پنجتن سب
باعث ایجاد عالم باعث وجود دنیا و آخرت ذریعہ نجات و شفاعت کیسے ہونگے۔
جب کہ پنجتن باعث کائنات ذات و صفات میں محمد کی متحد ہوے تو محمد کی طرح
زمین و آسمان کی چیزوں پر بحکم خدا حسب ضرورت قابض صاحب اختیارات
اور مالک و مختار بحشر کیوں نہ مانے جائینگے پس انھیں کے نور سے چودہ ہزار
برس بعد عرش فرش زمین و آسمان بہشت و دوزخ و حور اور ملائکہ پیدا ہوے
جبکہ محمدؐ بعد از خدا تمام مخلوقات سے (خواہ انبیا ہوں اولیا اور ملائکہ ہوں) افضل
و اعلی تمام زمین و آسمان کے مالک و مختار ٹھہرے تو انکے نور کے ٹکڑے بھی بعد محمدؐ
سب سے افضل و اکمل اور مالک و مختار دین و دنیا ثابت ہو کر واجب الاطاعت
اور حاکم و محافظ شریعت عقلا اور حکم خدا و رسول سے بنائے گئے۔
خدا نے زمین و آسمان کی کوئی چیز چھوٹی سے چھوٹی ذلیل سے ذلیل یا بڑی
سے بڑی بیکار بے فائدہ بے غرض نہیں بنائی تو سرتاج دو عالم محمد مصطفےٰ کی
پیدائش کو تو کون مسلمان بیکار بے مصرف کہہ سکتا ہے جسکو خدا نے اپنا مقصود
و مراد کہا ہے تو پھر علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ حسینؑ کی خلقت کو کون بیکار اور بے مصرف
کہہ سکے گا۔ اور مقصود و مراد خدا ہونے سے انکار کر سکے گا۔
خدا چاہتا تو تمام نبیوں سے زیادہ بلکہ تا قیامت اپنے مقصود و مراد محمدؐ
کو خاتم النبیین بنانے پر بھی زندہ رکھکر ہدایت و تبلیغ شریعت کا کام لیتا لیکن
انکی اس دوہری تبلیغ کو بیس بائیس برس کے اندر ختم کر کے انکے بقیہ انوار مقدس
علیؑ و فاطمہؑ اور حسنؑ و حسینؑ اور انکی دیگر معصوم اولاد سے حفاظت شریعت کا

کام لیتا ہے۔ اور انکو اپنے اسلام اور محمدؐ کا نام زندہ رکھنے کا وسیلہ قرار دیتا ہے

پس محمدؐ کا کام مثل محمدؐ وہی انجام دیسکتا ہے جو کہ ہمنام وہم صفات محمدؐ دنیا میں

عمل سے معصوم رحیم وکریم۔ امین۔ صادق عادل صابر صاحب خلق عمیم ہو

اور ان صفات سے وہی متصف ہوسکتا ہے جو کہ قدرت کے خاص نرالے انتظام

سے کعبہ میں پیدا ہو کر خانہ زاد خدا کہا جاے اور نگاہ کے سامنے چاروں طرف تین سو

ساٹھ بت موجود ہوے پر تین روز تک اپنی صادق نگاہ بند رکھے جھوٹے

خداؤں پر آنکھ نہ ڈالے تیسرے روز رسول جیسے صادق وامین کے جمال باکمال

پر اپنی نگاہ صادق کھولدے اور لعاب رسول سے سیراب ہو کر آغوش محمدی

میں پلکر تمام صحابہ کے معتقدین کی زبانوں سے تاقیامت کرم اللہ وجہ

کہلوادے پھر بھی باطل پرست طماع نگاہوں میں بجاے خلیفہ اول براے نام

چوتھا خلیفہ سمجھا جائے جبکہ مسلمانوں کے نزدیک محمدؐ ابتداے عمر سے خدا پرست

مان لیے گئے تو انکی حق پرستی کی وقعت نشان غیروں کی نگاہ میں حقیقتاً جب ہی

قائم اور باقی رہ سکتی ہے کہ اوسکا نائب جانشین بھی شکم مادر سے حق پرست

خدا پرست اور محمد پرست ہو اور جو واقعی ایسا ہو گا وہی خدا کے حکم سے رسول

کے ساتھ ملکر اسلام کی پہلی زبردست خدمت یعنی کعبہ کی بت شکنی سے جہالت

کر سکتا ہے۔ اسی وجہ سے رسول نے اپنے ۔ صحابی یا غیر صحابی کسی مسلمان

بت شکنی کے وقت شریک ہونا کیسا قریب بھی نہ آنے دیا بت شکنی کا کسی کو

اہل نہیں سمجھا تو پھر خدا و رسول اپنی نیابت اور امارت اسلام کے لیے بت پرست

صحابہ کو نائب و خلیفہ رسول کہلوائے صدیق اکبر فاروق اعظم کہلوانے پر کیسے

راضی وخوشنود ہو سکتے ہیں خواہ سقیفہ کے چند عدد کے مہاجرین وانصار بلکہ خود کو
یا کسی کو خلیفہ بنالیں یا کہ تمام دنیا کے مسلمان کسی ایک پر اتفاق کرلیں تو بھی
بغیر مذکورہ بالا محمد سے مخصوص اوصاف وشرائط سے موصوف ہوئی نائب رسول
وحجت خدا کوئی نہیں ہو سکتا جس سے صحابہ کی مشرف بہ اسلام ہونیکی قدر وقیمت
پیش خدا ورسول عیاں ہوگئی - اور اگر مسلمان اپنے ذاتی خوش اعتقادی سے
حق وناحق میں تمیز نہ کرکے دنیا کی خلافت وحکومت کو مدارج ومعراج وفضیلت
سمجھیں گے اور بعد رسول علیؑ کو خلیفہ اول نہ تسلیم کرینگے تو اسکے معنے سراسر یہ ہونگے
کہ مسلمان خدا کے فعل (علیؑ وفاطمہؑ حسنؑ وحسینؑ کے پیدا کرنے) کو اور رسول کے
فعل (بحکم خدا انکی تربیت کرنے دن رات ماں باپ سے زیادہ خدمت کرنے آیات
واحادیث وفضائل حقوق اطاعت وخلافت سنانے) کو نیز دیگر مذکورہ بالا
کل باتوں کو بیکار لغو کرکے خدا ورسول کی حکمت قدرت مصلحت پر بدنما الزام
کے باعث ہونگے - اور یہ کہا جائیگا کہ اے رسول اگر تم علیؑ فاطمہؑ حسنؑ حسینؑ کے
ناز اٹھاتے لعاب دہن علیؑ اور حسینؑ کو چوساکر کاندہوں پر چڑھا کر بحالت عبادت
خطبہ وحجرہ حسنؑ حسینؑ کو گود میں اٹھاکر بحالت سجدہ پشت پر بٹھا کر دن رات
باغ امامت کو دست نبوت وآب دہن رسالت سے اسلئے سینچ رہے ہو
کہ جیسے واقعی بزرگ خاندان کا دنیا میں قاعدہ ہے کہ اپنے اولاد کی
حکومت واختیارات قائم رکھنے کے لئے اپنے زیر اثر لوگوں پر اولاد کی تعظیم و
تکریم سے انکی جلیہ صفات سے انکا اثر قائم کیا کرتے ہیں اور آپ بھی اپنے خاندانی
بچا زاد بھائی علیؑ اور حسنؑ وحسینؑ کو امیر المومنین خلیفۃ المسلمین واجب الاطاعت

آپکا خلیفہ مان لیں تو ایسا ہرگز نہو گا۔ آپکی یہ محنت و ریاضت و آبیاری اور
خدا کی یہ مقصد بر آری آپکی اُمت میں مقبول عام ہرگز نہ ہونے پائیگی خدا
و رسول کے قلیل ماننے والوں کی طرح آپکے اس ریاض سے بہت تھوڑے مسلمان
فائدہ حاصل کر سکیں گے۔ ہاں آپکے گیسوؤں کے متوالے تمام عاشق زار مسلمان
ایسے فنا فی الرسول ہو جائینگے اور اُنکو آپکا عشق ایسا بیچین کر دیگا کہ آپ کے
عشق اور صحابہ کرام کے عشق کے پیچھے آپ کی تمام خدمات و جذبات یا حب اہلبیتؑ کچھ ایسے
گراں قدر ہونگی کہ جنکے دباؤ اور خدا کے خوف سے بجائے صحابہ ثلثہ آپکے بھائی
علیؑ کو خلیفہ اول اور بجائے معاویہ کے امام حسنؑ کو خلیفہ دوم اور بجائے یزید
امام حسینؑ کو تیسرا خلیفۃ المسلمین مان لیں اور یزید و معاویہ اور صحابہ ثلثہ
کو ایکدم بائیکاٹ کر کے چھوڑ دیں۔ ایسا وہ ہرگز نکر سکیں گے اور نہ تا قیامت حق و باطل
میں فیصلہ ہونا سمجھا جا سکے گا۔

اہلبیت کعبہ کی حقیقت دیکھو | جملہ انبیا اور ملائکہ کا اہلبیت کی بعد معرفت

محبت و ولایت کو اختیار کرنا قبول توبہ یا کہ دفع مصائب کیلئے انکے ناموں کا
ورد کرنا اہلبیت میں خصوصًا حسینؑ کے مصائب سے اثر لینا اہلبیت کی زینت
و خدمت کے لئے حوروں اور ملائکہ کا آنا خاصکر ملائکہ مقرب جبرئیل و اسرافیل و
میکائیل وغیرہ جیسے ملائکہ مقربین اور خود رسول رحمۃ اللعالمین کا ہمہ وقت
انکی خدمت کے لئے تیار رہنا۔ فاطمہؑ کی چکی کا چلانا حسنؑ و حسینؑ کا جھولا
جھولانا دھوپ میں پروں کا سایہ کرنا یہ جبرئیل جیسے ملائکہ مقرب کا کام تھا
فاطمہؑ صدیقہ کے قول کے بعینہ تصدیق کیخاطر خود رضوان جنت کا حسنینؑ

کے لئے لباس بہشتی لاکر اپنے کو خیاط (درزی) ظاہر کرنے کو باعث فخر سعادت
سمجھنا برادران اسلام تم نے ان باتوں کو اپنی لاپرواہی سے کھیل تماشہ سمجھا
ہے۔ دنیا میں خود دیکھ لو کہ جو کوئی بڑا بوڑھا اپنی اولاد کو ہر وقت کاندھوں پر
چڑھائے پھرتا ہے اولاد کو گلے کا ہار بنائے رکھتا ہے تو یہ فعل سنجیدگی اور
شان بزرگی کے خلاف جان کر لوگ ایسے شخص کو بنایا کرتے ہیں۔ اور فہمیدہ
لوگ ایسی جملہ انگشت نما باتوں سے گریز کرتے اور اہل و عیال پر نہ خود کو گراتے
ہیں نہ انھیں اپنے اوپر زیادہ گرنے دیتے ہیں۔ اوچھوں چھچھوروں بیکار لوگوں کا
یہاں ذکر نہیں۔ بعض ظاہر بین مسلمانوں کا اپنے رسولؐ کو علیؑ و فاطمہؑ
و حسینؑ کی محبت میں گمراہ کہدینا انھیں ظاہری وجوہ سے تھا۔ لیکن وہ نہ سمجھے
کہ رسولؐ نے اور بھی کسی اولاد کو یا بہترین ازواج کو گلے کا ہار بنایا ہے۔ کسی
کیلئے خود تعظیم سے نہیں کھڑے ہوئے جیسا کہ فاطمہؑ جیسی نورانی بیٹی کی خاطر
تعظیم کیلئے بیساختہ آپ کھڑے ہو جاتے تھے۔ دنیا میں کسی نبی ولی نے اور
کسی طبقہ کے ادنیٰ اعلیٰ نے امارت و حکومت کے دباؤ کے سوا خوشی سے
کبھی تعظیم نہیں کی ہوگی۔ ہاں اس غرض سے کہ مرنے کے بعد ہماری اولاد ہی
پوچھی جائے ہماری حکومت اور اختیار ہماری اولاد میں رہے اولاد کی نازبرداری
اور تعظیم و تکریم ضرور کیجاتی ہے۔ سو رسولؐ بھی بحکم خدا فاطمہؑ کی اسلئے تعظیم
کیا کرتے تھے کہ فاطمہؑ پارہ جگر ہونے کے سوا مصدر علم و حکمت مظہر اسرار قدرت
دمساز مقطع نبوت و مطلع امامت مرجع نظر رحمت خدا و انبیاء و اوصیاء و ملائکہ
حامل امانت و دیانت عفت و عصمت کعبہ قبلہ گاہ آئمہ طہارت یعنی مرکز

تعظیم و تکریم رسول کیوں نہ قرار پائیں۔ ان کے بیٹے حسنؑ و حسینؑ اپنے خدا و نا خدائے اسلام ماں باپ اور نانا کا نام و نشان تا قائم قیامت رکھنے والے

ہمہ وقت نازبردار رسولؐ کیوں نہ ہو جاتے۔

چنانچہ کتاب مطالب السئول فی مناقب آل رسول میں کمال الدین ابو سالم محمد بن طلحہ بن محمد بن حسن قریشی شافعی شان معصومہ میں لکھتا ہے ص ۳۳ جسکا ترجمہ یہ ہے۔

فاطمہ زہرا عقلی اور دینی حیثیت سے عورتوں میں کامل ترین عورت تھیں اس بات کے ساتھ پیغمبر خدا نے انھیں باتفاق (راویان نیکی) موصوف کیا ہے اور انکے کمال کو ثابت کیا ہے پس فرمایا آنحضرت نے مردوں میں تو بہت سے کامل گذرے لیکن عورتوں میں تکمیل نفس کرنیوالی صرف مریم بنت عمران اور آسیہ زن فرعون اور خدیجہ بنت خویلد اور ان سب سے افضل و اکمل فاطمہؑ زہرا ہیں جنکے افضل ہونے کی وجہ صفحہ ۳۴ میں یہ لکھتے ہیں "کہ پیغمبر کا کمال جو سب سے بلند نقطہ ہے وہ سیدہ کی انتہا ہے اور جناب خدیجہ کا کمال تو حدیث سے ثابت ہو چکا اور یہ معلوم ہے کہ اولاد ماں باپ کی جزء ہوتی ہے فاطمہؑ کی ذات میں باپ کا کمال اور ماں کا کمال دونوں جمع ہو گئے تو وہ بلاشبہ انسان کامل قرار پائیں" ہمیں مسرت ہے کہ خانوادہ نبوت کی فضیلت ہر مخالف ادنیٰ اعلیٰ کی زبان پر جاری ہوتی ہے۔

جناب فاطمہؑ کی شان میں حضرت ام المومنین عائشہ کی گواہی | صحیح مسلم جلد دوم صفحہ ۲۸۹ مطبوعہ نولکشور لکھنؤ ۱۲۸۵ھ میں یہ عبارت ہے۔

ورواہ البخاری ومسلم وابوداؤد
والترمذی فی صحاحھم کل واحد منھم
رفعہ لیسندہ عن عائشہ رض قالت
ما رایت احدًا اشبہ سمتا
برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من
فاطمہ وقالت کانت فاطمہ اذا
دخلت علی رسول اللہ قام الیھا فقبلھا
واجلسھا فی مجلسہ ۔ الخ مطالب السئول ص۲۱

بخاری ومسلم اور ابوداؤد وترمذی ہر ایک اپنی صحاح میں اپنی
سند سے جناب عائشہ سے روایت کی ہے کہ انھوں نے کہا میں نے
فاطمہ سے کسی ایک کو بھی صورت سیرت رفتار وگفتار میں پیغمبر
خدا سے زیادہ مشابہ نہیں پایا ۔ فاطمہ جب کبھی پیغمبر خدا کی خدمت میں
حاضر ہوتی تھیں تو آپ استقبال کے لیے اٹھ کر آگے بڑھتے
تھے اور پیشانی چوم کر اپنی جگہ بٹھاتے تھے ۔ پھر رسول نے
یہ بھی فرمایا کہ فاطمہ کو دکھ دینے سے مجھے اذیت ہوتی ہے ۔

باوجود خادمہ جناب فضہؓ موجود ہونے کے آپ بھی برابر خانہ داری کا کام انجام دیتی تھیں
چرخہ چلاتی تھیں چکی پیستی تھیں جس سے ہاتھوں میں آبلے پڑ جاتے تھے دنیا کی تمام شان
شوکت زینت آرائش کی تمناؤں سے فارغ البال تھیں سادہ زندگی بسر کرتی تھیں حالانکہ
شہنشاہ دو عالم کی باقدرت واختیار بیٹی تھیں زمین وآسمان آفتاب ومہتاب آپ کے زیر
اختیار تھیں حوران وملائک سب خدمت گار وناز بردار تھے جبرئیل اسرافیل درمائیل
جیسے ملک مقرب فاطمہؑ کی خاطر بیٹے حسینؑ کا جھولا جھلانے پر تیار ہو جاتے۔
اس سے زیادہ حیرت انگیز حسنینؑ کی ناز برداری ہیں عبادت خدا کے موقع پر بحالت سجدہ
ملاحظہ فرمائیے جسے کوئی ولی خدا نبی مرسل بھی مجال ہی نہیں رکھتا کوئی ادنیٰ اعلیٰ
شخص بھی ہمت وجرأت نہیں کرسکتا کہ عبادت میں بھی اپنے بچوں کے ناز اٹھا کر
اپنی محبت کا تماشہ دنیا کو دکھا دے گا تو بجائے فخر کے مورد لعن وطعن ہو کر دین و
دنیا میں بدنام ہو جائیگا چنانچہ بحالت سجدہ فقط حسینؑ یا کہ دونوں بھائی کھیلتے ہوئے
مسجد میں پہونچ گئے اور پشت رسول پر جا چڑھے ۔ رسول نے سر اٹھانے قصد کیا ہی تھا

کہ جبرئیلؑ نے فوراً روکدیا کہ آج تمھاری عبادت کا تماشہ یوں ہی خدا کو دکھانا ہے
و دُنیا کو بغرض عبرت دکھانا منظور ہے۔ جب تک یہ اپنی مرضی سے نہ اُتریں تم سر نہ اُٹھاؤ
ہمارا فکر کرتے رہو۔ اب اگر کسی اعتراض کرنے والے میں دم ہے تو خدا اور رسول پر جو اعتراض
جسقدر چاہے بیان کرے۔ کعبہ میں علیؑ کو پیدا کرنے پر جو چاہے خدا کو کہے نبی کی
نبوت اور خدا کی ایسی عبادت میں اور کعبہ جائے عبادت علی کردینے جانے میں جسکا
جی چاہے خدا اور رسولؐ کے بابت شوق سے شکوک پیدا کرے اُسے اختیار ہے ہاں
علاوہ آیات واحادیث اتنا ہم بھی اپنی عقل سلیم سے کہہ سکتے ہیں کہ جسقدر رسولؐ
بابت علیؑ و فاطمہؑ اور حسنینؑ فضیلتیں یہ کہ خطبہ چھوڑ گود میں اُٹھانے کاندھے پر چڑھانے
بجائے نکیل اپنی زلفوں کو حسنینؑ کے ہاتھوں میں دینے اُنکے کہنے سے اونٹ کی
آواز عف عف ادا کرنے اُنکی عظمت شوکت دکھانے کیسے دن رات پروانہ شمع
بازیچہ حسنینؑ اور پاسبان سبطین و ابو السبطین رہا کرتے تھے اگر وہ اپنی مرضی سے
کرتے تھے تو پھر رسولؐ سراپائے تہذیب و اخلاق کا صحیح نمونہ ہوسکے گا نیز ذو الخلق
العظیم کا لقب خدا سے بیکار پانے کے علاوہ خود کو ادنےٰ و اعلےٰ کے سامنے جدا اور
عبادت میں خدا کے سامنے جدا خود کو انگشت نما بنانے قابل مضحکہ ٹھہرانے کو پسند کریگا
نہیں ہرگز نہیں نیز خدا کا قول وما ینطق عن الھویٰ الّا وحی یوحیٰ خود
خود غلط ہو جائے گا۔ یعنی خدا اور رسول کے جملہ افعال و عمل کی اس آیت سے
تصدیق اور صفائی کرکے اُسکے سارے معاملوں کو اپنے ذمہ لے کر رسول کو بری الذمہ
کر رہا ہے اور ظاہر پرست مسلمان اپنے رسولؐ میں خواہش نفسانی کا عیب لگانا چاہتے
ہیں جس سے صاف معلوم ہوگا کہ

جملہ احکام و مقاصد بے مصرف بے کار نہیں ہو سکتے تو پھر کسی ایسی بڑی غرض غایت پر
مبنی تھے کہ جسکے مقابل مسلمانوں کے ظلم و سرکشی کے زبردست طوفان اُٹھنے والے
تھے اہلبیت کو معطل اور کس مپرس کر کے انکی شان کی جملہ آیات و احادیث پس پشت
ہونے والی تھیں لہذا لوگوں کی مخالفتوں اور سرکشیوں کو (جنکے طالب انصاف پسند دل
کے سامنے) توڑنے اور باطل کرنے کے لیے یہ جملہ قدرتی انتظامات بذریعہ رسول کیے گئے
اور ظاہر پرست اعتراض کرنے والوں کے تمام اعتراض اور الزاموں کی پرواہ نہیں
کی گئی اور رسول نے بحکم خدا یہی ٹھان لیا کہ اپنی حیات میں بحکم خدا جسقدر بھی اہلبیت
کے فضائل و مناقب اور علمی خدمت سے عظمت و شان مسلمانوں کے دلوں میں انکی قدر و
منزلت تسلیم ہو جائے پھر نہ ماننے والے اپنی تمام کوششیں ختم کر ڈالیں تو کچھ پرواہ نہیں حق
کی حجت ختم کر دی گئی اور مسلمانوں کو یہ سمجھا دیا گیا کہ جن مقدس صورتوں کو خدا
نے فقط تبلیغ و محافظ شریعت کے لیے خلق کیا انھیں سے خدا و رسول کا برحق نام
روشن اور تا قیامت حی و قائم رہے گا جنکو خوب اپنے عقل سلیم اور صاف دماغ سے
دیکھ لیں سُن لیں کہ لاکھوں تمام انبیاء سابقین و مرسلین و صالحین سے کسی کی
ولادت یا وفات پر خدا نے قدرتی انتظامات نرالے آثار نہیں دکھائے کہ جو علیؑ کے
لیے خاص کر دکھائے گئے حسنینؑ و مادر حسنینؑ کی قدر و منزلت بڑھانے
انبیاء سے افضل دکھانے کے لیے جبرئیلؑ و اسرافیلؑ و میکائیلؑ جیسے ملائکہ مقرب اور
رسول جیسا سرتاج دو عالم اولوالعزم نبی مرسل حوران جناں سب ان کے محافظ اور
خدمتی مقرر کیے جائیں انکی خدمت عین طاعت عبادت خدا کہی جائے جنکی مرضی کے
آگے عبادت بھی سلام کرتی اور پانی بھرتی ہے جب تو خدا نے رسول کا سجدہ سے

اُٹھنے نہیں دیا اور رسول سے خطبہ چھڑوا کر اپنی عبادت کو تابع مرضی حسنینؑ کر دیا۔
آخر کیوں اسلیے کہ دونوں ہاتھ تالی بجتی ہے۔ یہ ساری باتیں عشق و محبت اور
چاہت کی ہیں میں تمہارا سچا خریدار تو تم ہمارے سچے خریدار ہو جاؤ گے۔

تو اب بتائیے کہ جب علیؑ نے خدا اور رسول کی خاطر بستر رسول پر لیٹ کر اپنا نفس
بیچ دیا فاطمہؑ نے حسنؑ اور حسینؑ نے باقی ائمہ معصومین نے جس کو جیسا کم و بیش موقع ملا
دلیا اُنھوں نے خدا کی راہ میں اپنی جانیں دیں مال دیا عزیز قریب اور اولاد دے ڈالی
جب کہ خدا اُن سب کا خریدار ہو گیا ہے تو ایسی اُنکی نازبرداریاں بھی انبیاء سے
زیادہ کر دکھائیں لوگوں کو جن پر خدائی کا دھوکا ہونے لگا۔ غیر تو مان لیں مگر مسلمان
عاشق رسول محبت صحابہ کی خاطر ان باتوں کو سرسری بے نتیجہ سمجھتے اور اکثر تو جھوٹا
کہہ دینے پر تیار ہو جاتے ہیں خواہ انکی صحاح ستہ میں سب موجود کیوں نہ ہو۔

چراغ کعبہ کی تجلیاں

مولود کعبہ کو حجت خدا نائب مصدق رسول بنانے کی شان
بقدرت خدا معرفت اہلبیت کے حیرت انگیز ساز و سامان

یہ تواتر سے مفصل بیا...
ہو چکا ہے کہ اگر...
... اپنا بر...

کسی پاک مقام مسجد نبوی بیت المقدس یا کعبہ میں بغرض شرف و برکت اپنا بچہ
جنوا دیتا تو بجائے برکت و شرافت مالک مکان خدا اور معتقدین مسلمانوں کی طرف سے
وہ شخص مرد یا عورت قابل لعنت و ملامت اور سزاوار سزا اور عذاب ہوگا
نادانی سے یا اتفاقیہ صورت سے علیؑ کا شرف گھٹانے کے لیے کوئی بدخواہ کسی

ولادت کو کعبہ میں دکھا دے تو پہلے تاریخ سے اس واقعہ کی غلط بیانی دکھائی جائے گی
دوسرے کعبہ میں کسی غیر مانوس شخص کی خبر ولادت سُننے والے مسلمان کو بجائے فخر و خوشی
ظاہر کرنے کے اُلٹی نفرت و کراہت اور لعنت و ملامت ظاہر کرنے پر جرات ہو جائیگی
اور مالک خانہ کعبہ خدا کی غضبناکی جدا ثابت ہو گی
جبکہ معبد میں کسی کی ولادت دکھانا ہی بجائے اُنسیت نفرت و کراہت پیدا کرتی
ہے اور علیؑ کی ولادت کعبہ میں سُن کر معتقدین مسلمانوں کو بجز فخر و مسرت و قعت و
محبت کبھی نفرت و کراہت پیدا نہیں ہوتی تو آخر کیوں۔
جس کے حسب ذیل اسباب اور الٰہی خصوصیات پیش کیے جاتے ہیں۔

(۱) علیؑ و فاطمہؑ حسنؑ حسینؑ محمدؐ جیسے انوار پنجتن میں اتحاد

(۱) حدیث نور اوّلُ ما خلق اللہ نوری سے ہزاروں برس قبل مخلوقات کے
اپنے نور کے پیدا ہونے کی رسول پاک خبر دیتے ہیں۔ اسکے ساتھ اَنا و علیٌّ من
من نورٍ واحد فرما دینے سے اپنی اور علیؑ دونوں کی خلقت ایک ہی نور کی ظاہر کرتے
ہیں اور مختلف کم و بیش الفاظ کی بہت سی احادیث مثلاً یا علیُّ انتَ منّی و اَنا
منکَ و لحمکَ لحمی و دمکَ دمی وغیرہ وغیرہ ثابت کرتی ہیں کہ علیؑ کا نور
اور ظاہری جسم گوشت پوست بعینہٖ حقیقی محمدؐ ہیں اور آیہ مباہلہ متفقہ فریقین علیؑ کو نفس
رسول ثابت کرتی ہے اور آیۂ وَمِنَ النَّاسِ مَن یَّشرِی نَفسَہُ ابتِغَآءَ مَرضَاتِ
اللہ سے علیؑ اپنی جان رسولؐ کی خاطر خدا کے ہاتھ بیچ کر نفس اللہ بمعراج میں یداللہ
اور لسان اللہ اور مصیبتوں کے دفع کرنے سے اسد اللہ مشہور ہوئے

(۲) پھر دیگر روایات سے بحکم خدا نور محمدی کے یکے بعد دیگرے اول پانچ ٹکڑے کر دینے پر قبل ایجاد خلقت عالم نور میں خدا کے ان ناموں سے یعنی محمود سے محمدؐ ھو العلی العظیم یا ھو الاعلے سے علیؑ اور ھو الفاطر سے فاطمہؑ ھو الاحسان سے حسنؑ ھو المحسن سے حسینؑ پانچ نامزد ہوئے پھر بعد ختم سلسلہ نبوت سلسلۂ امامت میں نور محمدی کی امام حسینؑ کی معصوم اولاد سے نو صورتیں نو اماموں کی ظاہر ہوئیں جن کا آخری امام مہدیؑ آخر الزماں کے نام سے ۱۵ ر شعبان ۲۵۵ھ میں بطن امام حسن عسکریؑ سے پیدا ہو کر بحکم خدا بچپنے ہی سے غائب کر دیا گیا تا حکم ثانی ظاہر نہ ہوگا جا ہے ہزاروں برس دنیا کو ہو جائیں حضرت عیسیٰؑ و جناب خضرؑ و الیاسؑ اور تمام ملائکہ عرش و فرش اور آسمان و زمین کی طرح وہ بھی زندہ اور ارض و آلام سے محفوظ اور قائم رہے گا

پھر فاطمہؑ کی بابت یہ کہ فاطمہؑ میری پارۂ جگر ہے جس نے اسے ستایا اس نے مجھے اور خدا کو ستایا اور جس نے مجھے اور خدا کو ستایا وہ جہنمی ہے اور حسنؑ و حسینؑ کی بابت بھی وہی علیؑ کی طرح فرمایا کہ حسنؑ اور حسینؑ مجھ سے ہیں اور میں ان سے ہوں یعنی میرے اور خدا کا نام اور کام یعنی اسلام علیؑ اور حسنؑ و حسینؑ (اور انکی نو معصوم اولاد رسول) سے چلے گا سو چلا اور امیر و غریب محتاج فقیر پیران پیر کی زبانوں پر مصیبت میں کیا عبادت و ریاضت میں کیا سخاوت میں کیا شجاعت میں کیا بس انھیں کا نام نامی آتا ہے اور خود ساختہ جدا جدا اعتقاد وہی اعتقاد ہے ہوا کرے۔

پھر رسولؐ اپنے اور علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ سے لگا کر بارھویں امام مہدی کے ساتھ اتحاد دکھاتے ہیں کہ اَوَّلُنَا مُحَمَّدٌ وَ اٰخِرُنَا مُحَمَّدٌ وَ اَوْسَطُنَا مُحَمَّدٌ وَ کُلُّنَا

مُحتمل کہ میرے بعد میرے خلیفہ تا قیامت صرف بارہ۱۲ ہونگے جنکا پہلا بھی محمدؐ آخر بھی محمدؐ بیچ کے بھی محمدؐ غرض کلُ ہم سب محمدؐ ہی محمدؐ ہیں۔ کیا مطلب یعنی مسلمانو! میری ذات وجملہ صفات میں صورت سیرت ظاہر باطن میں قول اور فعل رفتار گفتار میں تا قیامت یہ بارہ۱۲ امام ایک ہیں اور قرآن اور حق انکے ساتھ ہے اور علیؑ قرآن اور حق کے ساتھ ہیں پھر یہ فرمایا کہ انت منی بمنزلۃ الراس والجسد۔ اے علیؑ تو بمنزلہ سر ہے اور میں بمنزلہ جسم کے ہوں مطلب یہ ہے کہ جیسے آدمی کی شناخت سر سے ہوتی ہے ایسے ہی میری شناخت اگر مسلمانوں کو کرنا ہے تو علیؑ سے پہچان لیں۔

پھر فرمایا انت منی بمنزلہ ھارون من موسیٰ الا انہ لا نبی بعدی تیرا مرتبہ مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہے موسیٰؑ سے۔ مگر ہارون تو بعد موسیٰ نبی ہوئے اور میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا اگر ہوتا تو تو ہی ہوتا جس سے علیؑ میں نبی ہونے کی قابلیت رسولؐ نے ثابت کردی۔

پھر ارجح المطالب میں عبداللہ امرتسری صفحہ ۱۹۱ پر کتاب مودۃ القربیٰ سید علی ہمدانی سے یہ روایت درج کرتے ہیں:-

عن انس بن مالکؓ قال رسول اللہ صلعم ان اللہ اصطفانی علی الانبیاء و اختار لی وصیاً۔ اخترت ابن عمی وشددت بہ عضدی کما شد عضد موسیٰ باخیہ ھارون وھو خلیفتی ووزیری ولو کانت نبوۃ بعدی لکان نبیاً۔

انس بن مالک سے روایت ہے کہ رسولؐ نے فرمایا کہ خدا نے مجھے انبیا میں سے منتخب فرمایا اور اک وصی میرے لیے اختیار کیا۔ تو میں نے اپنے ابن عم کو منتخب کیا جس سے میرا بازو ایسا مضبوط ہوا کہ جیسے موسیٰؑ کا بازو انکے بھائی ہارونؑ سے مضبوط ہو گیا۔ اور وہ علیؑ میرا خلیفہ اور وزیر ہے۔ اور اگر میرے بعد نبوت ہوتی تو علیؑ ہی نبی ہوتا۔

جنگ احد میں علیؑ کی جاں نثاری سے خوش ہو کر فرمایا انت منی و انا منک

جبرئیلؑ نے یہ سن کر کہا کہ انا منکما یعنی میں تم دونوں سے ہوں۔ ان مختصر فضائل

و خصوصیات سے بہت زیادہ اُنکے فضائل و مناقب اسقدر ہیں کہ جن و انسان ملکر

جمع کریں تو نہیں احاطہ کر سکتے۔ (از کامل التواریخ)

اور رسول نے فرمایا کہ اگر میں علیؑ کے از جانب خدا کچھ قدرتی اختیارات ظاہر

کردوں تو لوگ پیروں کی خاک کا سرمہ بنائیں اور علیؑ کو خدا کہنے لگیں۔

نوٹ جن باتوں کو کتابوں میں دیکھ کر اپنے بھائیوں سے افسوس کرتا ہوں کہ ناواقف

اپنی جہالت سے حقیقت نہیں سمجھتے اور کتابوں میں لکھنے والے اپنی صحابہ کی محبت سے مجبور

ہو کر جملہ باتوں کو بے اثر سرسری کر ڈالتے یا یہ کہہ ڈالتے ہیں کہ جھوٹی ہیں اور شیعوں نے ہماری

کتابوں میں لکھدی ہیں اور صحابہ ثلثہ یزید و معاویہ کی جملہ بُرائیوں کو بجائے عیب ہنر سمجھ کر

اُنکے لیے بے سر و پا جوابات دے کر خود کو اور اُنکے ارواح کو خوش کر لینے سے اپنی نجات جانتے

ہیں تو اس کا علاج اور فیصلہ خدا کے ہاتھ ہے اور بس۔

(۳) ہزاروں برس قبل ایجاد عالم انوار مقدسہ پنجتن سے محمدؐ و علیؑ و فاطمہؑ

حسنؑ و حسینؑ کا عبادت کرنا دلیل اس امر کی ہے کہ پنجتن باعث ایجاد عالم اور مقصود

مراد خدا تھے ان کے سوا اور کسی نبی اور ولی وغیرہ پیر پیغمبر کا وجود نمونا علانیہ ثابت

کرتا ہے کہ بجز رسول کا ایک عدد کم کر کے ایک لاکھ تیس ہزار و سو ننانوے نبی

بڑے یا چھوٹے پیدا نہیں ہوئے ان کا مادہ نوری چونکہ جدا تھا اسلیے یہ جملہ انبیا باعث

ایجاد عالم مقصود و مراد خدا نہ تھے۔ ہاں حامل نور رسالت اور ملازم سرکار احدیت

اور ہادی و مبلغ شریعت تھے۔ اسلیے ان تمام انبیا کی بعثت اقرار وحدانیت و نبوت

محمد و ولایت علیؑ پر اس آیت واسئل من ارسلنا من قبلک من رسلک
کی تفسیر سے بروایت حافظ ابونعیم و تفسیر نیشاپوری وغیرہ سے ثابت ہوئی جنمیں لکھا
ہے کہ خدا نے معراج میں تمام انبیاء و مرسلین کی ارواح کو رسول مقبول کے سامنے جمع کر کے
فرمایا کہ اے رسول تو ان سے پوچھ لے کہ تم کس بات کی شرط پر دنیا میں بعہدۂ
نبوت و رسالت مبعوث و مامور ہوئے تھے تو سب نے متفق ہو کر کہا کہ ہم کلمۂ
لا الہ الا اللہ کی شہادت پر اور تیرے نبی کی نبوت اور علی کی ولایت و
محبت کا اقرار لے کر دنیا میں بھیجے گئے تھے۔

(۴) بجائے معروف و مروج طریقہ پر دروازہ کعبہ کو کھلوا کے مددگار عورتوں مردوں
کے احسان سے مبرّا کیے قدرتی حکم اور آواز غیبی سے پشت دیوار کعبہ ٹھیک اسی
جگہ سے شق کی گئی کہ جہاں حضرت فاطمہ بنت اسد مادر علی برائے رفع اذیت دردزہ
دعا مانگ رہی تھیں۔

(۵) پھر بحکم خدا جبرئیل امیں کی آواز غیبی کا کہ مادر علیؑ اس شکستہ دیوار سے
کعبہ کے اندر آ کہ یہ مولود یہاں پیدا ہوگا۔

(۶) اب علیؑ کی کعبہ جیسی قبلہ مقدس جگہ سجدہ گاہ انام میں سب سے نرالی
معجز نما شان سے علیؑ کا پیدا ہونا اور انکی خدمت کی خاطر بجائے عزیز قریب کی
عورتوں مردوں سے خدمت کا بار احسان اٹھوائے خدا نے بہشت سے حضرت
حوا زوجہ آدم حضرت ہاجرہ و سارہ زوجہ ابراہیمؑ جناب مریم مادر عیسیٰؑ اور
آسیہ زن فرعون معہ حوران جنت اور ملائکہ مقرب کو بھیجدیا کہ وہ تین روز برابر
طعام جنت اور آب کوثر سے خانہ زاد کعبہ جیسے مہمان کی خاطر داری کا اہتمام

کریں۔ کعبہ سے لیکر بہشت تک حور و ملائکہ کی آمد و رفت چہل پہل سے زمین و
آسمان میں اک نئی رونق آگئی۔

(۶) بحکم خدا جبرئیلؑ کی خوشخبری اور مبارکبادی پر جناب رسولخداؐ کا آغوش
مبارک میں لینے پر علیؑ کا چہرۂ رسول پر آنکھوں کا کھولنا پھر لعاب سے پرورش
پانا معمولی بات نہیں ہزاروں باب علم کے ان پر ایسے منکشف ہوگئے کہ جس علم کی
مقدار بجز خدا و رسول اور کسی دوسرے کو بغیر بتائے ناممکن ہے۔ تو پھر وہ صحابہ
جو تیس چالیس برس مکتب کفر میں بجز سبق کفر کے اور کسی چیز میں کسی مشہور
اُستاد سے کوئی مشق و مہارت (بجز پیشۂ دلالی و بزازی کے) حاصل کی ہو تو
وہ ظاہر کیجائے یا کہ بعد اسلام صحبت رسول ہی میں رسولؐ کے بدن سے مس
کرکے یا لعاب چوس کر کوئی علم لدنی غیب سے القا ہو کر علیؑ کے علم سے افضل کرنے والا
بجز ذاتی خود رو اعتقاد کے کتابوں سے ہتک نہیں ہو اصحابہ کو آخری زیارت جنازۂ رسول تا وقت
دفن دوسرے یا تیسرے روز تک نصیب نہ ہوئی بوقت غسل دیئے گے رسول کے
سینے کا پانی علیؑ نے پیا تو آپ فرماتے ہیں کہ اُسکے پینے سے ہزاروں باب علم کھل گئے
اس سے صحابہ پر علیؑ کو فضیلت علم میں کئی ہزار گونہ حاصل ہوگئی۔

(۷) بعد ولادت تیسرے روز رسول کے چہرہ پر آنکھوں کے کھلنے بتوں پر نظر
نہ ڈالنے اور صحف آسمانی توریت انجیل زبور اور فرقان کی آیات تلاوت کرنے
سے صحابہ میں فقط علی ہی کرم اللہ وجہہ اہلسنت فرقہ میں خاص کر کہے جانے
لگے۔ جسکے معنی یہ ہیں کہ خدا نے صحابہ میں صرف علیؑ کے چہرہ کو (بجز رسول بتوں پر
نظر نہ ڈالنے سے) مکرم و محترم اور ممتاز کر دیا۔ خود یہ قول ہی علی کو ہر وقت صحابہ پر

فضیلت دیتا ہے -

(۸) تو رسولؐ کی زیر نگرانی پرورش یافتہ بچہ تو دس برس یا کچھ زیادہ دن ہو جائے پر دعوائے نبوت سنتے ہی رسول کی آواز پر پہلے لبیک کہتا ہے پس رسالت کی تصدیق کرنیوالے ایسے بچہ کی کوئی پل خدا رسولؐ اور اسلام سے جدائی کی نکالے تب تو وہ دیگر سابق الاسلام صحابہ کیساتھ گفتگو میں لایا جاسکتا ہے - جو لوگ اک عرصہ تک کفر و ضلالت میں رہ چکے انکے مسلمان ہو جانے میں سبقت اسلام کی فضیلت نکالکر فخر کے نعرے لگائے تو کچھ بیجا نہیں - لیکن کل مولود یولد علی فطرۃ الاسلام کے بنا پر - پھر آغوش میں لعاب رسولؐ سے پرورش یافتہ کعبہ میں پیدا شدہ نویں دسویں برس تصدیق نبوت کرنیوالے علیؑ جیسے خانہ زاد کعبہ کو صفوف انبیا میں انکا مقابلہ کرنے کے بجائے صحابہ کی صف میں بابت اسلام یا دیگر فضائل ذکر کرنا بھی علیؑ کی سراسر توہین اور کسر شان ہے -

سوال کیا وجہ ہے کہ ہمارے رسولؐ کو چالیسویں سال دعوائے نبوت کرنے کا خدا نے حکم دیا حضرت عیسیٰؑ اور یحییٰؑ وغیرہ بعض انبیا کیطرح بچپنے سے اعلان نبوت کر ڈالتے تو کیا نقصان تھا - سو ملاحظہ فرمایئے کہ

کسی کی وقعت بڑھانے ناز اُٹھانے بات منوانے کے سو طریقہ ہوتے ہیں دعوے کی تصدیق کے لئے لطف اور مزہ جبھی ہے کہ کم از کم دو گواہ عادل اور کفار کے مقابلہ میں موید موجود ہولیں تب دعوی کی مضبوطی اور مدعی کی وقعت بڑھ جایا کرتی ہے - خدا کو اپنے حبیب کی بات رکھنی اُسکے دعوے

کی وقعت دکھائی ہے تو بتایئے کہ رسول کا مصدق دنیا میں کسے بنایا جائے گا

نوٹ مذکورہ بالا باتیں واقعی کچھ ایسی ہی عجیب و غریب ہیں کہ معتقد مسلمانوں کے علاوہ جو لوگ علی کو نہیں پہچانتے وہ بھی اپنی پاک باطنی سے بیخود ہو کر سجدہ میں گر پڑتے اور دم بدم علی علی ہی کا کلمہ پڑھا کرتے۔

اگر اس قسم کی باتیں دیگر مذاہب کے خود ساختہ پیشواؤں سے نمودار ہو جاتیں تو وہ بلا شک شہدا کھٹا لیتے اور غیر مذاہب کو نہ جینے دیتے اور علی کی ولادت کعبہ کی نارنگی یادگار عید و شب برات سے زیادہ منائی جاتی۔ اور غیر قوموں کو بلا بلا کر بہ فخر و مباہات سب کے سامنے سنائی جاتی۔

علاوہ مذکورہ بالا بیان کے ہم یہاں مسلمانوں کے واجب التعظیم ولی اللہ پیر دستگیر حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ کی دو رباعیاں نقل کرتے ہیں جنکو انکے فارسی دیوان سے حضرت خواجہ بختیار کاکی رہ نے اپنی ذخیرہ کتاب میں تبرکاً تحریر کیا ہے

روزیکہ بکہ مرتضےٰ شد پیدا۔ سبحان اللہ   در کون و مکاں جلوہ نما شد پیدا۔ صلوٰۃ اللہ

جبرئیل ز آسماں فرود آمد و گفت۔ اے ختم رسل   فرزند بخانہ خدا شد پیدا   واللہ باللہ

دوسری رباعی

شاہ است حسین بادشاہ است حسین   دین است حسین دیں پناہ است حسین

سر داد نداد دست در دست یزید   واللہ کہ بنائے لا الہ است حسین

(۳) جب تک وہ تصدیق کرنیوالے اس شخص سے کہ جسکی تصدیق کی جائے حقاً افضل و اعلیٰ نہ ہوں اسوقت تک تصدیق کی وقعت نہیں ہو سکتی اور نہ آیندہ اسکی باتوں پر اعتبار و اطمینان کیا جا سکتا ہے۔

جیسا کہ ہمارے رسولؐ اپنے پہلے تمام انبیا کی نبوت و رسالت کی تصدیق کرنیوالے

افضل ترین انبیائے ایسے ہی اب رسول کا (جو کہ افضل ترین انبیا ہیں) مصدق بتاؤ کہ کون ہو اور کس صفات کا ہو کہ جسکی تصدیق رسول کے مقابلہ میں قابل وقعت تسلیم کیجا سکے۔ رسول کے بعد تو اک خدا ہے جو زمین آسمان کا مالک اور شہنشاہ ہے اور اک وہ علیؑ بندۂ خدا ہے کہ جسکو خدا نے اپنے مقابل دوسرا شاہد عادل رسول جیسے حبیب تاجدار دو عالم کا مصدق بنانے کے لئے دنیا میں بجز رسول تمام انبیاء ماسبق سے افضل کر کے خانۂ کعبہ میں مذکورہ بالا خاص قدرتی انتظام سے پاک پاکیزہ طیب و طاہر پیدا کر دکھایا لہذا اب خدا اپنے حبیب سے دعواے رسالت اور مبعوث بہ نبوت کئے جانے پر ارشاد فرماتا ہے کہ تم شوق سے دعواے نبوت کرتے رہو اور کفار کے انکار سے مت گھبراؤ۔ اگر کفار یہ کہیں کہ لَسْتَ مُرْسَلًا تو نبی مرسل نہیں ہے تو یہ صاف کہدے کہ مجھے تمہاری تصدیق اور گواہی کی پرواہ نہیں ہے۔

[1] قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ وَمَنْ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْكِتٰبِ (پارہ ۱۳ سورۂ رعد کی آخری آیت)

اے رسول کفار سے یہ کہدے بس کافی ہے اللہ گواہ درمیان میرے اور تمہارے۔ اور دوسرا وہ کہ جسکے پاس (پورا) علم کتاب ہے

نوٹ [1] کتاب زین الفتے میں عاصمی نے اور امام ثعلبی نے عبداللہ ابن عطا سے روایت کی ہے کہ عبداللہ بن سلام کہتے ہیں کہ اس آیت میں من عندہ علم الکتاب سے علیؑ مراد ہیں اسیوجہ سے اکثر حضرت علیؑ تمام اصحاب شئول سے یہ قول فرمایا کرتے کہ سلونی قبل ان تفقدونی عماد ون العرش یعنے پوچھ لو مجھ سے بالائے عرش کے حالات میرے دنیا سے گزر جانے سے پہلے۔ دیکھو تفسیر علامہ سیوطی جلد ۴ صفحہ ۶۹ سطر ۲۰ مطبوعہ مصر ابن ابی حاتم ابونعیم ابن عساکر نے کئی طریقہ سے اور تفسیر در منثور جلد سوم صفحہ ۴۳۲ سطر ۱۶ مطبوعہ مصر میں نیز تفسیر ثعلبی میں ابوہریرہ سے اور کتاب لقارات میں مہال سے روایت ہے کہ آیت کے پہلے حصہ افمن کان علی بینۃ سے رسول خدا مراد ہیں۔ اور دوسرے ٹکڑے ویتلوہ شاھد منہ سے مراد حضرت علیؑ ہیں کہ جنہوں نے رسول کی تصدیق نبوت کی۔

مختلف تفاسیر سنّی و شیعہ میں علم الکتاب سے مراد علیؑ ہیں کہ جنکو خدا نے مذکورہ بالا

قدرتی انتظام سے اپنے حبیب کی تصدیق نبوت اور تا قیامت دورِ امامت

کا سلسلہ جاری رکھنے کے لئے خاص طور سے پیدا کیا۔ اور علیؑ سے بعد رسولؐ

سلسلہ امامت قائم کر دیا۔ پھر سترہویں آیت بارہویں پارہ سورہ ہود کی آیت

افمن کان علی بیّنۃ من ربّہ ویتلوہ شاہدٌ منہ ومن قبلہ کتابُ موسیٰ

اماماً ورحمۃً میں مراد علی بیّنۃ سے رسولؐ پاک ہیں اور یتلوہ شاہدٌ منہ

سے علیؑ مراد ہیں کہ جو رسول ہی کے خاندان سے گواہ بنکر اُسکے تابع رہے۔

(۲) اسی معنومیں قول رسول سے انا مدینۃُ العلم یا انا دارُ الحکمۃ وعلیٌ بابہا

محمد ہیں خدیو ملک سبحان الذی اسریٰ — سر پر آرائے بزم قل کفیٰ وانما۔ تم ہو

---

(۲) حضرت سلیمان علیہ السلام کے وزیر آصف بن برخیا کو خدا نے اسم اعظم کے کچھ حرف یا کہ بعض کتاب کا علم

عطا کیا تھا جسکی طاقت سے وزیر نے سلیمان بادشاہ کے حسب الحکم ملکہ بلقیس کا تخت شہر سبا سے کئی ماہ راہ کے

فاصلہ سے پلک جھپکنے میں زمین پھاڑ کر منگا دیا تھا پس علیؑ جنکو خدا نے کل کتاب کل اسم اعظم تعلیم کیا ہو یا

جس نے رسول کا لعاب چوسا ہو اُسکے علم کا احاطہ وہی کر سکتا ہے کہ جو مذکورہ آیت کے لفظ علم الکتاب

کے الف و لام کے وسیع دائرہ کو محدود کرنے کی صلاحیت بہ تعلیم الٰہی رکھتا ہو۔ خاتم الانبیا کا مصدق بھی

وہی ہو سکتا ہے جسکی پیشانی پل بھر کو بتوں کے سامنے نہ جھکی ہو وہی صدیق اکبر اور فاروق اعظم

بحکم خدا بزبانی رسول کہا گیا اور وہی کہنے کے لائق ہے۔ اور جو برسوں خدا کے مقابل بتوں کے سامنے

پیشانی جھکا کر خود کو کاذب اور ظالم ثابت کر چکے ہوں وہ بعد اسلام لانے کے تا آخر عمر بمرضی خدا و رسول

خود کو ثابت کرنے پر بھی صدیق اکبر فاروق اعظم نہیں کہے جا سکتے۔ جس القاب کی بابت بروایات اہلسنت

حضرت علیؑ یا خود رسولؐ نے صاف ظاہر کر دیا کہ جو علیؑ کے سوا کسی کو صدیق اکبر اور فاروق اعظم کہے گا وہ کاذب ہے

خانہ کعبہ میں علیؑ کی بُت شکنی کا عبرت خیز منظر

بڑھایا خوب رتبہ کعبہ کا انکی ولادت نے — بتوں کے جھک گئے سر نعرہ اللہ اکبر سے

بحکم خدا اظہارِ کعبہ اور رسالتِ محمدیؐ دونوں ہمہ تن چشم انتظارِ علیؑ بنی رہی

مالک کے عجیب و غریب قدرتی کرشمے — کعبہ میں بتوں کی خدائی کفر کی چڑھائی

کعبہ کے غور طلب نظارے — علیؑ کی خانۂ خدا میں بت شکنی معراجِ دوشِ محمدؐ پر رسائی

یہ امر مسلمہ ہے کہ خدا ہر چیز کے بنانے سنوارنے بگاڑنے اور فنا کرنے پر قادر ہے

دنیا میں خانہ کعبہ حضرتِ ابراہیمؑ و اسمٰعیلؑ کی برسوں کی یادگار اور عبادت خداوندی کے لئے مخصوص جگہ رہ گئی تھی جا بجا مختلف چیزوں کی ستاروں سیاروں اور بتوں کی پوجا ہوا کرتی تھی۔ کفارِ عرب کے غالب ہو جانے پر انھوں نے کعبہ جیسے مقدس جگہ میں ایک دو نہیں سال کے تین سو ساٹھ دنوں کے بموجب بت اسیقدر تعداد میں کعبہ کے اندرونی دیواروں میں چاروں طرف نصب کردیے اور بتوں کی حسبِ مرضی پوجا ہونے لگی جنمیں سب سے بڑے بت کا نام ہبل تھا وہ نہایت مضبوطی سے جڑا گیا تھا

یہاں خدا پر اعتراض کرنیوالے صاف اعتراض کرسکتے ہیں کہ خدا نے باوجود اپنی قدرت و اختیار اپنے خاص گھر میں بتوں کی خدائی اور کفر کی چڑھائی کیوں ہونے دی۔ فرشتوں کے ذریعہ یا اپنے قدرتی حکم سے بتوں کے ٹکڑے کرا دیتا

یا نصب کرتے وقت کفار کے ہاتھ پیر شل کرا دیتا - یا اپنے رسول ہی کے ذریعہ
انکے ابتداے عمر سے جب چاہتا توڑ وا کر رسول ہی کو بُت شکن اور تمام مشہور
لڑاکے مومنین رسول کے ہاتھوں مشہور پہلوانوں کو قتل کرا کر قاتل مرحب و عنتر فاتح باب خیبر
مشہور کرا دیتا تو کیا کسی کا نقصان تھا - یا رسول کو بجاے غار میں چھپانے کے
خود انھیں کے بستر پر لٹا کر اسیطرح سے حفاظت کرسکتا تھا کہ جسطرح علیؑ کو
بجاے رسول انکے بستر پر چادر اڑھا کر جانشین رسول بنا کر دنیا کو دکھانے اور
جبرئیل و میکائیل کو براے حفاظت و خدمت مقرر کرنے کی کیا ضرورت خدا کو تھی؟
غرضکہ جملہ مذکورہ صفات علیؑ کی رسُولؐ ہی میں شامل ہوجاتیں کیا بیجا ہوتا جبکہ یہ
جملہ باتیں نہ خدا نے خود اپنی قدرت کاملہ کے ذریعہ نہ فرشتوں کے ذریعہ نہ اپنے
حبیب ہی کے ذریعہ ضروری سمجھیں اور علی ہی کو اُن سب باتوں سے مخصوص کر کے
ممتاز کرنا تھا تو پھر ہر مسلمان کو ماننا پڑیگا کہ یہ جملہ باتیں علیؑ کی اول عمر سے
آخر تک قدرت کی مدد سے جسقدر ظاہر ہوئیں انکی منشا فقط علیؑ کو جانشین
و مصدق رسول کو افضل بنانے دنیا کو بغرض اطاعت و محبت انکا مرتبہ
جتانے کی غرض سے تھیں اسلئے نہیں کہ مسلمان ان سے لاپرواہی کر جائیں
یا کہ ٹکٹکی لگا کر دیکھیں اور اطاعت و محبت کا دم نہ بھریں اچھا اگر بجاے رسول اور
فرشتوں کے علیؑ ہی بت شکنی کے لئے خاص تھے تو وہ بالس کی سیڑھی کیجا و رنگے
زینہ کے ذریعہ یا کر جلیل القدر اور لانبے لانبے قد کے سابق الاسلام اصحاب
کی کمروں پر چڑھا کر کسی پتھر شکن آلہ کے ذریعہ ہلا جلا کر بتوں کو توڑ ڈالتے
کعبہ میں اسلام کی پہلی نمایاں خدمت میں اصحاب کو بھی قدرے قلیل یہ شرف

دلایا جاتا تو رسولؐ اور علیؑ کا مرتبہ کچھ کم ہو جاتا۔ بجز رسولؐ اور علیؑ کے صحابہ یا
اور کسی ذریعہ کو بت شکنی میں شریک نہ کرنے کے معنے یہی سمجھ میں ہر اک کے آسکتے
ہیں کہ بت شکنی کا اہل وہی تو ہو سکتا ہے جنکا سر بتوں پر مطلق نہ جھکا ہو۔ اسوجہ سے
بت پرست اصحاب یا کہ دیگر دنیاوی ذرائع بت شکنی کے وقت مطلق قریب بھی نہ
لائے گئے اور کدال بیلچہ لوہے لکڑی کے بغیر سہارے صرف علیؑ کے ہاتھوں انگلیوں
کے قدرتی اشاروں سے جڑے ہوئے بت اکھڑوائے گئے رسولؐ کو مطلق اذیت
بھی نہونے دی۔ ان سب سے اور عجیب بات دیکھو کہ رسولؐ جیسے تاجدار دو عالم کے
صرف کاندھوں کو علیؑ کے پیروں کے لئے دنیا سے نرالا زینہ تجویز کرنا اور علیؑ اسکے
پیروں کے مقابل اپنے ید قدرت کی لگی ہوئی مہر نبوت کی وقعت و عظمت کی مطلق
پرواہ نہ کرنیکے معنے سب کی سمجھ میں یہی آسکتے ہیں کہ خدا نے علیؑ کے پیروں کو اپنے
کلام پاک پر رکھوانا ناپاک اور ناگوار نہیں سمجھا تھا جب تو اس نے علیؑ کو زینہ
رسولؐ قرار دینے کے بجائے رسولؐ کو علیؑ کا زینہ مقرر کر دیا اسلئے پسند اور
گوارا کیا کہ اسلام لانیوالے عجیب غریب باتوں سے مفید نتیجہ و سبق حاصل کریں مثل
سابق نابینا نہ بنے رہیں علیؑ کو افضل صحابہ اور جانشین رسولؐ پہچان لیں۔ رسولؐ
جیسے بار نبوت کے حامل کو انکا ناقہ دلدل وغیرہ سواریاں تو پشت پر اٹھائے پھرتے تھے
مگر علیؑ رسولؐ کے بار کو نہ اٹھا سکیں یہ خوب اگر خدا چاہتا تو رسولؐ ہی کو علیؑ کے
کاندھوں پر چڑھا سکتا تھا مگر علیؑ کی حیرتناک فضیلت اور نرالی بت شکنی سے انکی جانشینی کا مرتبہ
دنیا پر نمایاں نہوتا رسولؐ کے جسم اور کاندھوں کو علیؑ کے جسم اور ہاتھوں کو اذیت
اسوقت برابر ہوتی اگر خدا کی طاقت ایمان کی قوت شامل حال نہوتی اسی ایمانی

الٰہی قوت لے ہبل جیسے گرتے ہوئے بت اور قلعہ خیبر کے لوہے فولاد کے دروازے
اکھڑ ڈالے پھر پر علم گرا کر خیبر میں کعبہ کا نشان اسلام کا علم بلند کرا دیا۔
جسکے ساتھ رسول اور خدا کی قدرت ایمان کی ہر مکمل طاقت شامل ہو اور وہ
علانیہ بر سر علم مسلمانوں پر نمایاں کر دیجائے پھر بھی لوگ اپنے اصحاب کو بعد رسولؐ
افضل قرار دیکر واجب الاطاعت باعث نجات سمجھ لینا ایسا عبث بیکار ہے
جیسا کہ خدائے واحد کے کروڑوں دیوتا اور نبی کے ہوتے ہوئے غیر ونکو نبی اور
حضرت علیؑ و امام حسنؑ و حسینؑ کے افضل ہوتے ہوئے طبع زاد خود ساختہ لوگوں کو
خلفائے رسولؐ کا مرتبہ دیدیا جائے۔

( ) معراج میں پس پردہ ید قدرت علیؑ کا ہاتھ نمایاں کر کے ید اللہ کا لقب
اور علیؑ کے لہجہ میں رسول سے گفتگو کر کے لسان اللہ کا لقب علیؑ کو عطا ہوتا ہے

( ) تمام مشہور لڑائیوں میں جنگ احد میں جنگ خیبر و خندق (حنین) میں
صحابہ نے رسول جیسے مجسم سراپا ایمان اور اپنے ایمانی دوست سے جان کو میلوں
پہاڑ پر بھاگ کر راہ فضیلت اختیار کی جنکی شان میں خدا بھی پارہ ۴ سورہ عمران
رکوع (۱۶) آیت ۱۵۳ میں فرماتا ہے:۔

إِذْ تُصْعِدُونَ وَلَا تَلْوُونَ عَلَىٰ أَحَدٍ وَالرَّسُولُ يَدْعُوكُمْ فِي أُخْرَاكُمْ

کہ جب تم پہاڑ پر چڑھے جاتے تھے اور کسی کو مڑ کر بھی نہ دیکھتے تھے حالانکہ رسول تمہارے پیچھے تمہیں پکار رہا تھا

صاف فرار کرنے کا نقشہ کھینچا ہے اور علیؑ کی خدمت کیسی محبوب خدا اور رسول ہوئی
کہ لا فتی الا علی لا سیف الا ذوالفقار بحکم خدا علیؑ کے لئے آیا اور خندق میں ضربۃ علی
یوم الخندق افضل من عبادۃ الثقلین الی یوم القیامۃ جیسی تعجب انگیز فضیلت کی

حدیث ارشاد کی۔

نماز روزہ حج کعبہ بغیر اجر رسالت ادا کئے بیکار ہے

خدا۔ انبیا و اہلبیت کی معرفت و محبت کا معیار

عبادت واجبی ہو کہ سنتی ہو بغیر معرفت خالق عالم اور اُسکے احکام پر عمل کئے بیکار ہے اور خلاق عالم اور اُسکے احکام کی صحیح معرفت بغیر خدا کے مقرر کردہ معرفین و مبلغین انبیا و اولیا اللہ اور آئمہ معصومین کی معرفت حاصل کئے نہیں ہوسکتی۔ اور خدا و انبیا ائمہ اور دیگر احکام کی ایسی معرفت کہ جس سے انکی ذات پر یا انکے صفات اور اعمال پر اعتراض اور انگشت نمائی نہ پیدا ہوسکے وہ فقط اپنی کتابوں ہی کے ذخیرہ سے یا کہ اپنے عالموں ہی کی کثرت سے بھی اسوقت تک نہیں ہوسکتی کہ وہ بحکم رسولؐ علیؑ کو پہلا دروازہ مدینہ علم کی معرفت و خلافت کا نہ مان لیں وہ وسائل و ذرائع معلوم کرنے کی کوشش کریں کہ جو خدا کیطرف سے بعد رسولؐ اسی واسطے مقرر کیے گئے تھے کہ جن کی معرفت کے ذریعہ خدا اور انبیا اور انکے احکام کی صحیح معرفت اُمت پر آسان ہوجائے۔ جنکا لقب از جانب خدا اہلبیت و آل رسولؐ ہوا جس گروہ کے اول و آخر یا اوسط سب کے نام محمدؐ پر ہیں جو کہ تمام انبیا و ملائکہ کی صفات کا مجموعہ اور شان الٰہی کا آئینہ ہیں جنکے چھوٹے کیا بڑے اپنے اقوال اور اعمال سے مقاصد خداوندی کے پہچنوانے میں برابر ہیں اور علم و قدرت حاصل کرکے بجز خدا یا رسولؐ اور کسی کے محتاج احسانمند نہیں یعنی اہلبیت یعنے علیؑ و فاطمہؑ سے لیکر بارہویں امام مہدیؑ کی معرفت اور محبت

واطاعت ہی کو خدا نے اپنے حبیب کی نبوت و رسالت اور محنت و ریاضت کی

اُجرت اور معاوضہ قرار دیا ہے۔ دیکھو آیہ قل لا اسئلکم علیہ اجرا الخ

محنت و ریاضت کسی محنتی کی فقط وسیلہ اور ذریعہ اُجرت حاصل

کرنے کا ہوتا ہے۔ کام کرنیوالے کا مقصد و مطلب محنت سے اپنی اجرت اور

تنخواہ کے پوری ملجانے پر ہے تب تو وہ خوش ہوگا دعائیں دیگا اور اگر اُجرت

مزدوری میں کمی ہوگی یا کہ بالکل ادا نہ کیجائیگی تو پھر دنیا کے تمام محنتی

پیشیہ ور تاجر کسان اور ملازم پیشہ جسقدر بھی سب ناخوش ہونیکے علاوہ نہ دینے

والے کو بد دعا دیتے اور جیسے وہ قدرت طاقت رکھتے ہیں ویسا بیجا برتاؤ

بھی کر دکھاتے ہیں رسول و آل رسول بلا شک رحمۃ اللعالمین ہیں کہ

انھوں نے باوجود قوم کی نافرمانیاں اور ہر ستم کی سختیاں دیکھ دیکھ کر

دیگر گزشتہ انبیا کی طرح کبھی دعائے بد نہیں کی اور اپنی اُمت کو دنیا

میں عذاب سے بچائے رکھا۔ ایسے رحیم و کریم نبی کی جانفشانیوں پر مسلمانوں

نے رسالت کی اُجرت مالی امداد دینے کی خواہش ظاہر کی تو خدا نے بذریعہ

آیہ مودت قل لا اسئلکم علیہ اجرًا سے حکم دیا کہ تم بجائے مالی اُجرت

کے میرے اہلبیت سے فقط محبت لازم کرلو بس جو مسلمان صرف محبت واطاعت

خلافت اہلبیت قبول کریگا وہ خدا اور رسول کو خوش کریگا اور انکا حق ادا کریگا

اور جو مسلمان اپنے رسول کی سخت محنتوں کے عوض میں رسول کی اجرت یعنی محبت

واطاعت اہلبیت سے (جو کہ خدا کے پاس جانے والی ہے) ادا نہ کرے گا اُس سے دو

ضرور ناخوش ہونگے اور اپنی سفارش سے محروم کر دینگے بس ابتدائے اسلام سے

لیکر تا قیامت جو مسلمان اپنے رسول مقبول کی محنت ریاضت نبوت ورسالت
کی بحکم خدا مقرر شدہ اجرت (معرفت ومحبت واطاعت اہلبیت حاصل کرنے سے)
ادا نکریگا (خواہ وہ کسی مرتبہ کے اصحاب ہوں اور انکے تابعین یا کہ عبادت
اور دیگر صفات میں کامل ہوں) وہ سراسر بیکار ہے۔ بقول شاعر ؎
بے حب اہلبیت عبادت حرام ہے — زاہد تری نماز کو میرا اسلام ہے
اور کسی کی فقط محبت بغیر اطاعت کیئے بغیر محبوب کو اپنا حاکم دستاج مانے ہوئے
جھوٹی ہوا کرتی ہے۔ رعایا اپنے بادشاہ کی دلمیں محبت رکھے اسکے احکام
اور قوانین کی پابندی نہ کرے اولاد اور شاگرد اپنے ماں باپ اُستاد کا کہنا
نہ مانیں اوپر سے اپنی رائے زنی کریں خود مختاری دکھائیں تو سمجھ تا یئے
کہ انکا کیا حشر ہوگا۔ باغیوں میں شمار ہوگا اور محبت واطاعت بغیر معرفت
محبوب سب جھوٹی بیکار ہے اہلبیت کی ذات وصفات کی مکمل معرفت تو بڑی
بات ہے جبکہ مسلمان عام طور پر خواندہ ہوں یا کہ ناخواندہ بجز دوچار کے
کل اہلبیت کا نام تک نہ جانیں تو پھر انکی محبت واطاعت کیسی پھر اُمید نجات کیسی
پس اہلبیت کی اطاعت محبت معرفت اور اسکے فائدہ نجات وشفاعت سے وہی
مسلمان ابتدائے اسلام سے تا قیامت محروم رہیں گے کہ جنھوں نے بعد رسول
بجائے اہلبیت کے خود کو رسول کی خلافت کا اہل سمجھا۔
احادیث ثقلین سفینہ حدیث ولایت وغیرہ اور انتظام خلافت الہیہ کو پس پشت ڈالا
اور اہلبیت کو نا اہل اور بے حق سمجھا اور رسول وآل رسول کے درمیان شیخین اور سب
اشیاخ ومشائخ شامل ہو ہو کر حق کے سامنے دیوار قہقہہ کیطرح حد فاصل بنکر

خود بخود کھڑے ہو گئے اور اسلام کی آڑ میں دولت حکومت ریاست لذت
مسرت اور دنیاوی عشق مجازی سے عشق حقیقی کا سودا کرنے لگے۔ تمام جدید
مذاہب جدید مذہبی فتنہ فساد کے باعث ہو گئے اب مسلمان اپنی تفاسیر
سے مذکورہ مطالب کا ثبوت خود حاصل کر لیں کہ اس آیت واحادیث
سے رسولؐ کے قرابت دار اور وارث سوائے علیؑ و فاطمہؑ اور حسنؑ و حسینؑ
کے سلسلہ کے حضرت ابوبکر و عمر و عثمان اور یزید و معاویہ وغیرہ قرابت دار
نہیں ہو سکتے تو انکی محبت و اطاعت و خلافت بھی کب جائز درست
ہوئی انکے فضائل و مناقبت کے لئے آیات تلاش کرنے کی تکلیف پھر کیجائے
پہلے قل لا اسئلکم علیہ اجراً الا المودۃ فی القربیٰ
اے رسولؐ مسلمانوں سے کہدے کہ میں نہیں مانگتا تم سے اپنی رسالت کی تبلیغ کوئی اجرت مگر محبت مودت کو اپنی قرابت داروں کی
کی تفسیر دیکھی جائے
(تم سے ضرور طلب کرتا ہوں)

سچ بتاؤ برادران اسلام کہ ہم کہاں تک اس آیت پر بموجب خدا و رسولؐ اہلبیت کی معرفت
و محبت پر عمل کر رہے اور کہاں تک کونو مع الصادقین پر اور حدیث ثقلین
انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ و عترتی ما ان تمسکتم لن
تضلوا بعدی۔ اور مثل اہلبیتی کمثل سفینۃ نوح من رکبہا نجیٰ
و من تخلف عنہا غرق و ہوی۔ اور من کنت مولاہ فعلی مولاہ
انا مدینۃ العلم و علی بابہا۔ الحق مع العلی و العلی مع الحق
پر عامل ثابت ہو رہے ہیں۔
مذکورہ بالا آیات و احادیث کے بموجب محبت اطاعت خلافت اہلبیت نہ ماننے پر عرض ہے کہ

جسطرح سے لوگوں نے بہت سے خدا بنا بنا کر خدائے حقیقی کے شناخت کی کوشش نہ کی یا یہ کہ بعض نے مانکر اُسکی صفات میں ذاتی رائیں لگائیں۔ انکے بارے میں خدا کو یہ قول وما قدروا اللہ حق قدرہ ظاہر کرنا پڑا۔ ایسے ہی لوگوں نے خدا کے فرستادہ انبیاء و مرسلین کی قدر نہ کی بہتوں نے انہیں قطعی نہیں مانا اور انکے قتل و غارتگری پر تل گئے اور بہتوں نے نبیوں کو مان کر انکی صفات و علامات اور خصوصیات میں ناقدری کر کے خود ہی نبی بن گئے یا کہ مسلمان کہلا کر انبیا میں ہی خطا و نسیان کے (سہواً سہی) قائل ہو گئے جبکہ مسلمانوں نے اسلام کے دائرہ میں اپنے خدا میں ذاتی تخیلات و توہمات سے جسمانی معائب پیدا کر دے اپنے انبیا میں انکے خلاف شان خطا و نسیان وغیرہ اکثر باتوں کو جائز کر لیا ختم نبوت پر اکتفا نہیں کی بلکہ غلام احمد قادیانی جیسے زمین کے خودرو نبی کی ضرورت مسلمانوں نے محسوس کر لی بلکہ ان سے خلافت کا سلسلہ تا قیامت جاری رکھنا برحق سمجھا ہے تو پھر اگر مسلمان اُسوقت اہلبیت کا نام مٹانے کو جنازہ رسول چھوڑ کر اپنا فروغ حاصل کرنے کیلئے اسلامی حکومت کی بدولت دنیا کے بندے بنگئے ہوں اور اہلبیت کی معرفت سے محبت سے جنازہ رسول کے آخری زیارت سے انکے ذکر سے خود کو محروم کر چکے ہوں تو یہ کیا بعید اور خلاف عقل تعجب انگیز بات ہو گی ہر زمانہ کے آنے والے اپنے پہلے بزرگوں کی خلیفوں کی کج بنیاد پر برابر روڑے پر روڑے رکھتے چلے آرہے ہیں اور یوں ہی تا قیامت چلے جاینگے سمجھ لیا پڑتی ہے کون اُسے گرا کر اُسکی بنیاد سیدھی کرنے پر ہمت دکھانے پر آمادہ ہو سکے گا۔

پس صبح و شام تمام کلمے ادا کرنے پانچوں وقت اذان دیکر نمازیں پڑھے
روزے رکھنے زکوٰۃ دینے حج و زیارت کے لئے تکالیف اُٹھانے سے پہلے
اس بات کا سوچنا واجبی سمجھے کہ خدائے واحد کعبہ اور قرآن واحد اسلام
واحد میں اسقدر متضاد مخالف مذاہب پیدا ہو جانے کی جڑ بنیاد رسول
کے سب سے قریبی وارث قابل اہلبیت علیؑ و فاطمہؑ حسنؑ و حسینؑ جیسے لائق حقدار
خلیفہ اور وارث رسول ہونے کے بجائے پاس بیٹھنے والے اصحاب بمصداق جیسے
کیسے خلیفہ اور مسلمانوں کے حاکم بن گئے اسوقت وہ کیوں محروم سمجھے گئے
اس ظلم و ناانصافی کو جس نے بھی سب سے پہلے جائز کیا ہوگا وہی تو تمام فساد و اختلافات
کا بانی قرار پائے گا۔ اور الفتنۃ اشد من القتل وغیرہ وغیرہ بہت سی
مخالف آیات کا سزاوار ہوگا یہ باتیں دل لگی تماشہ نہیں۔ اہلبیت کی محبت
و اطاعت کا ذکر چھوڑیئے پہلے تو جنازہ رسول کو (علیؑ و فاطمہؑ ابن عباس
حسنؑ حسینؑ پر) چھوڑ کر بغیر دفن بغیر اجازت وارثین میت صحابہ کا کبھی پہلی
سقیفہ جیسے فتنہ انگیز مقام پر مجمع ناجائز کرنا رسول کی توہین ثابت کرتا ہے
دو مرتبہ کرائی ہیں زندہ رسول مجسم ایمان کو پھر اب جنازہ کو بلا دفن چھوڑنیوالو
کی کل محبتوں کو ایمانی رشتوں کو کل فضیلتوں کو انکے معتقدین کے کل جوابوں کو
خود مجمع ناجائز نے آپ ہی کاٹ ڈالا ہے اور بجائے مسجد و کعبہ شریف جیسے نیک مقام
کے سقیفہ جیسے فتنہ فسادی مقام نے اور علیؑ کو شرکت کا موقع نہ دینے نے بعد
رسول اکثر اصحاب انصار جیسے ایمانداروں نے اسلام میں سب سے اول فتنہ و فساد ظلم و جور بغض و عداوت
کی بنیاد کا کافی ثبوت دیدیا ہے جسکے مقابل کل جواب بیکار ہو گئے۔ یہ مصرعہ بالکل

مسلمانوں کے کل جھگڑے مٹانے کو دائی ایک برحق بات

بغرض خلافت / اطاعت مسلمانوں کو جملہ خوبیاں اوّل کہاں ڈھونڈنا چاہییں

رسول مقبول کے آلؑ و اہلبیتؑ میں یا کہ اصحابؓ و احبابؓ کے طبقہ میں

اسلام تو اخوت محبت امن و اطمینان عدالت و مساوات قائم رکھنے کیلئے
آیا ہے نہ یہ کہ اسلام لاکر بلاوجہ آپس میں نفرت کراہت عداوت کرکے خانہ جنگیوں
سے متفرق ہو جاؤ۔ انبیاء سے زائد فضائل بارہ ائمہ میں دیکھکر انکی خلافت پر بس کر لو سارے جھگڑے گئے
حق بات کسی معمولی آدمی کی ہو کہ عالم یا کہ نبی امام اور پیر پیمبر یا کہ خدائے
کی ہو ہرگز کسی دل پر اثر نہیں کرتی جب تک کسی کا دل صرف اپنے ذاتی یا کہ
اپنے آبائی خیالات کے صحیح کرنے پر تلا ہے اور اپنی باطل بات کے مقابل دوسرے
کی صحیح اور من لگتی بات کے نہ سننے نہ دیکھنے یا کہ نہ ماننے اور بدلنے سے قسم کھالے
اپنے خیالات کی صحت و حقیقت کا پتہ چار مخالف خیال سے چلتا ہے۔ اپنے
وطن اور گھر کی تہذیب اور رسم و رواج کی اچھائی برائی تو غیر ملکوں کی چیزیں
دیکھنے ٹٹولنے سے عیاں ہوتی ہے۔

دنیا میں سبھی اپنی چیز کو اچھی اور دوسروں کی بری بتاتے۔ اپنے عیبوں کو
ہنر اور دوسروں کی اچھائیوں میں عیب پیدا کر لے۔ انکو سرسری کرکے ہوا میں
اڑانے کی فکر میں لگے رہتے ہیں۔ چار آدمی ملکر خاموشی سے اطمینان سے
حق کی حقیقت معلوم کرنے کی جستجو نہیں کرتے بلکہ اپنے کو جتانے اور دوسروں کو
ہرانے اور پچھاڑنے پر تلے رہتے ہیں یہ کوئی نہیں دیکھتا کہ چار روز کی زندگی ہے

مناسب کو ہے۔ اگر ہم ہیں یا کہ ہمارے کسی بڑے مذہبی بزرگ میں واقعی کچھ
خرابیاں سنائی یا کہ دکھائی دیتی ہوں تو ہم خود کتابوں سے تحقیق کرکے
حق و باطل کا فیصلہ اچھی بری رائے ہر بات میں لگا سکتے ہیں۔ اگر ہم
اپنے مذہبی پیشواؤں کے عیبوں کو چھپائیں یا کہ انکو خدا پر چھوڑ کر خاموش
ہو جائیں یا کہ انکے طرفداری میں جواب دے دیکر خود کو یا انکی ارواح کو
خوش کریں تو اس سے کسی کو کچھ بھی فائدہ نہیں پہونچ سکتا اگر سچائی اور صفائی
سے حق بات کے لوگ جویا ہوتے اپنی ضد اور ہٹ کو چھوڑ دیا کرتے اور
ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں کی فقط ہدایتوں پر چلا کرتے تو یہ لاکھوں کروڑوں
مذاہب دنیا میں نہ دکھائی دیتے اسی اپنی بات کی ضد اور ہٹ نے نبیوں کی
ہدایتوں کو نہیں ماننے دیا اب خدا کو نہ پہچاننے دیا غیر تو غیر اول حضرت آدم
ابو البشر کو دیکھلو کہ انکی پہلی نسل ہی میں اختلاف و نااتفاقی پیدا ہوئی ایک
ہابیل لڑکا باپ کا اور خدا کا مطیع فرمانبردار بنکر اپنے باپ کا وصی خلیفہ اور
جانشین ہوا باقی اولاد قابیل وغیرہ نے شیطان کی بد صحبت سے خدا کو خدا باپ آدم
کو نبی اپنے بھائی ہابیل کو آدمؑ کا وصی و خلیفہ نہیں مانا۔ ادپر سے بغض و عداوت
سے قاتل بن گیا اور معہ اپنے ننھیال کے سب کافر بنا لیگئے۔ حضرت نوحؑ جیسے
اولوالعزم پیغمبر سیکڑوں برس کافروں کو ہدایت کرتے رہے مگر کشتی میں چند آدمی
ایماندار نظر آئے خود انکی بیوی بدستور کافرہ اور انکا بیٹا کنعان کافر رہا نبوت
کا اثر ان پر کیوں نہیں ہوا کیا وہ بھی نجات پائیں گے حضرت لوطؑ کا اثر

انکی بیوی واہلہ پر بہ اوہ کافرہ رہی خدانے خاصکر ان دونو نبیوں کی بیویونکی
اور ہمارے رسول کے بعض اصحاب اور دو بیبیوں کی مذمت کی اور آسیہ
جو کہ فرعون جیسے کافر کی بی بی تھی اُس کی ایمانداری کی تعریف کے علاوہ حضرت
سارہ اور مریم کیساتھ اُسکو بھی معصومہ قرار دیدیا۔

پس اس اپنے قول فعل کی تائید کرنے سے اور خود کو اچھا دوسرونکو بُرا کہنے سے دیگر
غیر مسلم سیکڑوں ہزاروں مذاہب کیطرح اسلام خود مسلمانوں میں بجائے ایک مذہب
ہونے کے بہتر مذاہب میں پارہ پارہ ہوگیا جسمیں سارے لوگ اپنے مذہب کو
قرآن سے اور احادیث رسول سے عقل سے سچا اور دوسرونکو مغلوب جھوٹا کرنیکی
کوشش کرتے ہیں پھر بتایئے کہ قرآن نے احادیث نے یا کہ خدا و رسول نے یہ کل
مذاہب ایک دوسرے کو کافر اور ناری بنانیوالے فتنہ فساد کُشت و خون کرانیوالے
پیدا کردیئے تو وہ معاذاللہ مجرم خطاوار ٹھہرجائیں گے اور انسان بری الذمہ ہوجائیگا
جبکہ اسلام میں تفرقہ کی بنا خدا و رسول اور قرآن و حدیث کیطرف سے معاذاللہ نہیں ہے بلکہ
وہ تو واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً ولا تفرقوا سے اتفاق و اتحاد کی تعلیم دیتے ہیں
تو پھر سب مسلمانونکو انکے عالموں اور خلفائے وقت کو اُسوقت اور اپنے اپنے زمانہ میں یہ
دیکھنا چاہیئے کہ بنائے فساد ہی کیا چیز ہے پھر بعدہ آپس کی نااتفاقی اور اختلافات کو ملکر مٹانا چاہیئے اور
سمجھانا چاہیئے کہ یہ چاروں مصلوں اور دیگر فتنا خون کے موجب ہونیوالے بنائے فساد صحابہ اور اہلبیت کے مناقشات معلوم کرتے ہوئے
فقط اپنے اقوال کی تائید اور ذاتی اعتقاد کی ہٹ پر رکھی ہے اپنے صحابہ اور اہلبیت کا سچ جھوٹ باطل کوئی معقول فیصلہ نہیں
چاہا بلکہ اپنے صحابہ کی خود ساختہ سقیفہ کی حکومت اختیاری کو ڈگری دی ہے پس ان اختلافات اور خانہ جنگی کے فیصلے
وہی مسلمانوں کے مولوی عالم اور خلیفہ وقت بھی قرار پائیں گے۔ فقط تمام شد

جملہ برحق باتیں اور اسکے علاوہ بہت سی باتیں

معتبر کتب اہلسنت میں خاصکر **تاریخ احمدی** میں

معہ عبارت کل واقعات کو دیکھئے

یہ تاریخ للعہ رس میں مطبع نظامی لکھنؤ سے مل سکتی ہے

خادم حکما عبد الشکور

از بہر تنہ

۲۰ ر نومبر ۱۹۲۳ء

مسلمانوں کے تمام جھگڑے مٹانیوالی برحق باتیں

(۱) خدا کے مقرر کیے ہوئے انبیا کے ہاتھوں (از آدم تا رسول) آیا ہوا الٰہی مذہب اسلام ایک ہے اور یہ اُسوقت تا قیامت اپنی ایک برحق صورت پر باقی نظر آئے گا کہ جب وہ تقرری انبیا کیطرح بدستور بعد رسول بھی بحکم خدا جبرئیل و رسول کے ذریعہ مقرر شدہ بارہ امام آل رسول جیسے امیر المومنین خلیفۃ المسلمین کے ہاتھوں مانا جائیگا لیکن خدا و رسول کے سوراج و اختیارات قدیم کو توڑ کر مکھیا سرپنچ۔ چودھری۔ ممبر اور چیرمین بن جانے کی طرح اگر خلافت الٰہی دُنیوی کی (نا قدری کر کے) تقرری بھی سقیفہ بنی ساعدہ میں مجمع ناجائزہ کرنیوالے اصحاب مہاجرین و انصار نے اپنے اختیار میں اور ووٹ کی کثرت پر رکھی ہے تو قیامت تک روز کے نئے جھگڑوں اور جدید مذہب پیدا ہونے کے باعث بھی وہی ثابت ہونگے۔ پھر ابتدائی ایماندار مسلمانوں کو از خود الٰہی سوراج و اختیار حاصل کر لینے پر عرض ہے کہ رسول کی میت کے دفن کرنے والے قریبی عزیز علیؑ و فاطمہؑ اور حسنؑ و حسینؑ جیسے نواسوں میں انبیا کے فضائل و کمالات قدرتی اختیارات کو پہلے خوب دیکھ لو اگر احادیث تفاسیر و تواریخ سے پائے جاتے ہوں تو رسول کی جائداد کا یا دین و دنیا کی حکومت کے کل اختیارات کا قانوناً و راثتاً پہلے انہیں کو امیر اور حاکم ماننا چاہیے۔

ہاں اگر خاندان رسول میں کوئی لائق ہی نہوتا یا خدا و رسول نے غدیر خم پر حج الوداع سے واپس ہوتے ہوئے علیؑ کو اپنا خلیفہ نہ بنایا ہوتا تب اصحاب کو آپسمیں خود خلافت بانٹنے اور حقدار بنانے کے لیے فضائل تراشنے کی جسارت کرنا چاہیے تھا۔

یوں آپس کی خود ساختہ اور عطا کردہ خلافت کی ترتیب کو مدارج فضیلت خلیفہ اول و دوم و سوم قرار دینا یا صحابہ ثلاثہ کے عیوب چھپانے جواب دینے فضائل و کرامات پیدا کرنے یا ووٹ بڑھا لینے کی تعداد کو خلافت کی ڈگری دینے میں پیش کرنا سب بیکار ہے ورنہ یزید شیطان اور دیگر ظالم و فاسق کافر بادشاہوں کی قدامت اور اُن کے طرفداروں کی کثرت ان کو برحق کر دینے والی اور ان کے بعد حسنؑ و حسینؑ یا دیگر اصحاب رسول و ائمہ اولاد رسول کی جانب طرفداروں کی قلت زمانہ کی مخالفت ظاہری تنگدستی بیکسی و غیرہ باتیں ان کے رتبوں کو گھٹا کر خدا و رسول کو ناخوش کرنے والی ہونی چاہیے۔

(۷) اچھا اگر زمانہ کے انقلاب سے یا نامور اصحاب کے آپسمیں انتخاب کر لینے سے
حضرت علیؑ باوجود کعبہ میں بحکم خدا پیدا ہو کر۔ رسول کی گود میں لعاب چوس کر۔ دعوت
اسلام پر رسول کی پہلے تصدیق کرنے پہلے نماز پڑھنے۔ کعبہ شریف کو رسولؐ کے کاندھوں پر
چڑھکر بتوں سے پاک کرنے۔ تمام لڑائیوں کو فتح کر کے آسمان سے بزبانی جبرئیل علم و شجاعت
و رسایانی طاقت کے تمغے لے کر خزانہ رسول کو تا دفن تمکل حق نیابت دنیا کو دکھا کر بعد رسول
کل اصحاب میں افضل و سینیر ثابت ہو جانے پر رسول کے اختیارات سے معطل و محروم کر دیے
گئے تھے یا پھر حسنؑ و حسینؑ معاویہ یزید کے مقابل اور باقی امام اولاد رسول اپنے زمانے کے خلیفہ
وقت کے مقابل اسلام کی ظاہری حکومت سے اسوقت محروم کر دیے گئے تھے۔ خیر مخالفت و
رفتار زمانہ سے بیجا ہو گیا تھا سو ہو گیا کیا برسوں بعد عدالت سے حقدار مفلسوں کمزوروں کو حقوق
نہیں دلائے جاتے۔ ایسی صورتوں میں اسوقت یا کہ ہر آنے والے زمانہ کے مسلمان عالم فاضل
حافظ حکیم ڈاکٹر وکیل بیرسٹر قاضی جج اور دنیا کے منصفوں میں کسی نے کبھی لمیں غیر جانبدار
یا کہ متفق ہو کر علانیہ زبان سے رحم کھا کر اتنا بھی نہ کہہ لیا کہ اگر اصحاب نے اپنے گروہ بندی رشتوں کی مضبوطی
سے خود کو (رسول کی آخری زیارت سے بغیر دفن کیے محروم کر کے) جائز وارث بنا کر حاکم وقت
بنا لیا تھا چلو قصہ ختم ہو گیا مواخذہ انکی گردن پر رہا۔ پھر تو ہم سب رسول کی معصوم اولاد
علیؑ فاطمہؑ حسنؑ و حسینؑ معہ دیگر اماموں کو خلیفۃ المسلمین مان لیتے تو کیا بیجا ہوتا۔ خدا و
رسول خوش ہو جاتے کہ ان کی اولاد کی قدر کی جانے لگی آیات و احادیث انکی تعریفیں کریں۔
لیکن انکے بجائے صحابہ کی دوسرے زینہ کی خلافت کو ایمان و نجات کا وسیلہ کر دینے میں
سراسر ظلم و بغاوت کا خطرہ بمقابلہ خدا اور رسول و آل رسول پائے جانے سے زیادہ ممکن ہے
کہ خدا اور رسول کو ناخوش کر کے صحابہ کے ساتھ معتقدین کو نتیجہ بد دکھا ئے تو بجز ندامت
کچھ ہاتھ نہ آئے گا۔ خدا کا ہزار ہزار شکر ہے کہ اس نے مجھے کفر کے خطروں سے نکال کر
معصوم اماموں کے بے خطر راستہ پر لگا دیا ہے۔ پس اے میرے سیدھے سادے بھائیو
تم کس چکر میں پڑے ہو عقل و انصاف سے کام لو اپنی کمزور بنیاد کو جلد مضبوط کر ڈالو علی
جیسے ابو تراب کے سامنے نائی قصائی جلاہے وغیرہ پیشہ وروں کو خلیفہ جی کہہ کہہ کر ہر ایک
کو پیش امام بنا کر امامت ابراہیمی و خلافت الٰہی و نبوی کی مٹی اور اپنی عاقبت خراب
نہ کرو۔ فقط
بھائیوں کا خیر خواہ عبدالشکور

حقیقت کعبہ
و
ارواح تصوف میں تحلیل